شہری

برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون 2008ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔...مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات میں
- شہری ورکشاپ
- ساحلی آلودگی
- کراچی میں ٹریفک جام ایک معمول
- کارپوریٹ نظام [illegible]
- جھیل پارک

اِصلاح پولیس

شہریوں اور پولیس تعاون کے لیے ایجنڈا

شہری سی بی ای نے قومی استعداد برائے جمہوریت (نیشنل انڈومنٹ فارڈیموکریسی) کے تعاون سے شہریوں اور پولیس کے درمیان اعتماد کی تعمیر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی کے لیے پولیس کی اصلاح کے ایک منصوبے کا آغاز کیا ہے۔

مشترکہ اور شراکت کی ضرورت کے حامل مسائل اور خدشات پر سرکاری اداروں اور مقامی افراد کے درمیان مکالمے اور باہمی رابطوں کو قائم رکھنے میں شہری برائے بہتر ماحول مہارت رکھتا ہے۔ پولیس اور شہریوں کے درمیان اعتماد کی کمی ایک ایسا ہی خصوصی مسئلہ ہے۔ حقوقِ انسانی کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی کے لیے نیشنل انڈوومنٹ فارڈیموکریسی (این ای ڈی) شہریوں اور پولیس کے مابین اعتماد کو بحال کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ پروجیکٹ شہری برائے بہتر ماحول کا ہے۔

مسئلہ

ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل نے پاکستان کی قومی بدعنوانی کے موضوع پر 2006ء میں ایک سروے کیا تھا جس کے مطابق پاکستان میں پولیس کو ایک انتہائی بدعنوان ادارہ قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ انٹرنیشنل ری پبلک انسٹی ٹیوٹ نے بھی 2006ء میں

پولیس اور شہریوں کے باہمی تعاون کے مقاصد

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے لیے قانون نافذ کرنے والے افسران کی صلاحیت اور استعداد میں اضافہ کر کے مقامی پولیس کے ادارے کو تقویت پہنچانا ہے۔ ایک مربوط احاطہ کار کے اندر رہتے ہوئے ایک دوسرے سے جڑی سرگرمیوں کا خاکہ بنانا ہے جس میں پولیس افسران کی تربیت/صلاحیت کی تعمیر، مشترکہ کمیونٹی کی نگرانی کے پروجیکٹ اور متعلقہ افراد کی مشاورت کو شامل کر کے پروجیکٹ کے مقاصد حاصل کیے جائیں گے۔ جمشید ٹاؤن کے فیروز آباد پولیس اسٹیشن کو منصوبے کے بنیادی مقام کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ جمشید ٹاؤن کراچی کے اٹھارہ ٹاؤن شپ میں سب سے بڑا ٹاؤن ہے۔ اس کی مختلف النسل آبادی کی تعداد 730,000 سے زیادہ ہے۔ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ شہری سی بی ای کا فیروز آباد تھانے کے ساتھ ایک بہت اچھا رشتہ کار قائم ہے جو فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے صنفی ذی حسی پر تائیدی کام کا نتیجہ ہے۔
این ای ڈی۔ شہری پروجیکٹ کا بڑا ہدف مقامی پولیس تھا۔ لیکن یہ تذکرہ کرنا اہم ہے کہ اگرچہ وہ بڑے فوکس گروپ ہیں پھر بھی یہ بہتر سمجھا گیا کہ پروجیکٹ مقامی کمیونٹی اور قانون نافذ کرنے والے افسران کے درمیان مثبت باہمی عمل کی سہولت فراہم کر کے شہریوں اور پولیس کے درمیان اعتماد کو بحال کرے گا۔

شہری

جی206بلاک2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔75400، پاکستان

ٹیلی فون/ فیکس 92-21-453-0646
92-21-438-2298
E-mail: Shehri@cyber.net.pk
(Web site) www.shehri.org

ایڈیٹر : نسرین بیگ

انتظامی کمیٹی:

چیئرپرسن : رونالڈ ڈی سوزا
وائس چیئرپرسن: ایس رضا علی گردیزی
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: شیخ رضوان عبداللہ
ارکان: خطیب احمد، ڈیرک ڈین، حنیف اے ستار

شہری اسٹاف:

کوآرڈی نیٹر : سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: ریحان اشرف

بانی ارکان:

نوید حسین، قاضی فائز عیسیٰ
حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی
زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی

قلمکاروں کی ضرورت:

شہری نیوز لیٹر طلبا، ماہرین ماحولیات/تعمیرات اور ماحولیات میں دلچسپی رکھنے والے شہریوں میں مقبول ہے۔ آپ بھی 'شہری' کے لیے لکھیے۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے 'شہری' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

شہری کی رکنیت ''شہری برائے بہتر ماحول'' کے تمام ارکان کے لیے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر/ ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن:
حیاءالدین حیات

پروڈکشن: انٹر پریس کمیونی کیشن (IPC)

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

ایک سروے کیا تھا۔ اس کے مطابق قومی اداروں مثلاً فوج، حکومت، غیرسرکاری اداروں اور میڈیا میں پولیس انتہائی غیرمقبول ہے۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ پولیس کو بین الاقوامی ادارتی ڈھانچے ٹیکنالوجی اور انسانی ذرائع کی ترقی کے لیے فنڈ فراہم کرنا حکومت کی کبھی ترجیحات میں شامل نہیں رہا، جو ایک انتہائی اہمیت کے حامل ادارے کا اوّلین حق ہے۔ عملے کی سیاسی تقرریوں اور تبادلوں نے کارکردگی کو بری طرح متاثر کیا ہے اور لوگوں کی نظروں میں ادارے کی ساکھ اور وقار کو تباہ کیا۔ گذشتہ برسوں میں برسرِاقتدار حکومتوں نے اپنے مخالفین کو سیاسی طور پر کچلنے کے لیے اس ادارے کا بری طرح استعمال کیا جس کی وجہ سے ادارے کا تصور مزید پست ہوا۔ ان تمام عوامل نے مل کر ملک میں بڑھتے ہوئے جرائم کے اس گراف سے نمٹنے کی پولیس کی خوش خلقی اور استعداد کو محدود کردیا جس میں معاشرے کے غیرمحفوظ طبقے مثلاً خواتین۔ بچوں اور اقلیتوں کے خلاف ہونے والے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بھی شامل ہیں۔

پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں یہ صورتِ حال خصوصی طور پر ایک حقیقت ہے۔ یہاں مدِمقابل سیاسی گروپوں کے درمیان تشدد کی ایک تاریخ موجود ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں پولیس کو خواتین، بچوں، نسلی اور مذہبی اقلیتوں کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث کیا گیا۔

پہلی سہ ماہی کے اہداف

جولائی۔ اکتوبر 2007ء

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی کے لیے شہری پولیس شراکتی عمل اور تربیت کا منصوبہ، این ای ڈی اور شہری سی بی ای کے درمیان ایک برس کی شراکت پر محیط ہے۔ منصوبے کے مقاصد کی تعریف کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے کہ (اے) انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے لیے قانون کے نفاذ کی صلاحیت کو تقویت فراہم کرنا اور (بی) شہری۔ پولیس باہمی عمل کو حد درجہ فروغ دیا جائے اور پولیس سے متعلق عوامی احتساب کو تقویت دی جائے۔

پہلی سہ ماہی کے مقاصد کی تعریف

- متعلقہ افراد کی مشاورتی ورکشاپ کا انعقاد۔
- پولیس کے لیے تربیتی طریقوں کی تیاری۔
- پولیس مرد/عورتوں کے لیے تربیتی طریقہ کار کی بنیاد پر استعداد کی تعمیر پر ورکشاپ کا انعقاد۔

پہلی سہ ماہی کی سرگرمیاں

پہلی سہ ماہی کے تین بڑے مقاصد حاصل کرلیے گئے اور پہلی سہ ماہی کے دوران ہونے والی سرگرمیوں کے لیے مقررہ وقت پر عملدرآمد کیا گیا۔ اس نقطے کو بھی مدِنظر رکھنا اہم ہے کہ مختلف سرگرمیوں کے درمیان اتنا وقفہ رکھا گیا تھا کہ ابتدائی اندرونِ خانہ سرگرمیوں کی تشخیص کی جاسکے اور ان کے بارے میں اندازے قائم کیے جاسکیں۔

- **جولائی 2007ء:** متعلقہ افراد کی مشاورتی ورکشاپ کا انعقاد ہوٹل

ریجنٹ پلازہ۔ کراچی میں ہوا۔

- **جولائی۔ اگست 2007ء کا پہلا نصف:** تربیتی طریقہ 1۔ کی تیاری۔
- **اگست 2007ء:** انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی۔ پاکستان میں انسانی حقوق اور متعلقہ پالیسیوں، قواعد وضوابط اور قانون سازی کے عمل کی مفاہمت۔
- **ستمبر 2007ء:** انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی۔ پاکستان میں انسانی حقوق اور متعلقہ پالیسیوں۔ قواعد وضوابط اور قانون سازی کے عمل کی مفاہمت۔
- **ستمبر 2007ء:** انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی کے لیے شہری اور پولیس مشاورتی عمل۔

پروجیکٹ سرگرمی نمبر1
متعلقہ افراد کی مشاورتی ورکشاپ

21 جولائی 2007ء: پروگرام کے مقاصد کو وسیع کمیونٹی میں متعارف کرانے اور تمام متعلقہ حلقوں سے معلومات حاصل کرنے کے لیے شہری سی بی ای نے پروجیکٹ کی پہلی سہ ماہی میں ایک مشاورتی ورکشاپ کا انعقاد کیا۔ شہریوں اور پولیس اہلکاروں کی اس ورکشاپ کا اہتمام 21 جولائی 2007ء کو ہوٹل

ریجنٹ پلازہ میں کیا گیا۔ اس مشاورتی ورکشاپ نے سرکاری ایجنسیوں، عدلیہ، شہری گروپوں، ڈونرز، آزاد ماہرین، علمی ماہرین اور متعلقہ فریقین کو یکجا کر دیا تھا۔

ورکشاپ کی روئیداد

پہلی مشاورتی ورکشاپ کا مقصد متعلقہ فریقین کو پروجیکٹ کے مقاصد متعارف کرانے کے علاوہ یہ بھی بتانا مقصود تھا کہ زیادہ سے زیادہ اثر پذیری کے لیے پروجیکٹ کو کس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے۔ پروجیکٹ سے وابستہ شہری سی پی ای کی ٹیم نے شرکاء کو تمام متعلقہ معلومات فراہم کیں۔

- انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے نبرد آزما قانون نافذ کرنے والے افسران کی مرحلہ وار تربیتی عمل کے انتظام میں استعمال ہونے والے چار تربیتی طریقوں کی تیاری۔
- چار تربیتی طریقوں کے اختتام پر ایک خصوصی تربیتی پروگرام منعقد کیا جائے گا تاکہ منتخب افسران کو ماسٹر ٹرینرز کی حیثیت سے تربیت دی جائے۔ ان کا انتخاب ان پولیس افسران میں سے کیا جائے گا جنہوں نے تربیتی پروگرام میں بھرپور شرکت کی تھی۔
- تربیتی لائحہ عمل فیز I کے لیے ابتدا میں منتخب ہونے والے پولیس افسران کی ٹیم کو ہی طریقہ فیز II-III اور IV کے لیے بھی منتخب کیا جائے گا۔

رپورٹ میں جیسا کہ پہلے بھی تذکرہ کیا گیا ہے کہ عوام اور پولیس کے درمیان اعتماد کا انتہائی درجے کا فقدان ہے۔ این ای ڈی۔ شہری پروجیکٹ کا مقصد پولیس افسران کو انسانی حقوق اہمیت کے بارے میں ذی حس بناتا ہے اگرچہ کہ اس کی بنیاد شہری۔ پولیس شراکتی عمل پر ہے۔

پہلی اسٹیک ہولڈر ورکشاپ کا نمونہ بنیادی خطوط کے تعین کے لیے بھی بنایا گیا تھا۔ جس کی روشنی میں پروجیکٹ کے اثر کا تعین اس کے اختتام پر کیا جاتا اور ساتھ ہی یہ جان کاری بھی مل جاتی کہ شہریوں اور پولیس کے درمیان اعتماد کا فقدان اس قدر گہرا ہے۔

اس مقصد کے لیے ورکشاپ کے ثالثوں نے ورکشاپ کے شرکاء کے سامنے متعدد سوال اور جوابات رکھے جنہوں نے ہمارے لیے شہریوں اور پولیس کے باہمی عمل کی ایک بیس لائین وضع کی۔

پہلا سوال: پولیس اور تھانے کے الفاظ آپ کے ذہن میں کیسے خیالات پیدا کرتے ہیں۔

- پریشانی۔ خوف۔ بدعنوانی۔ ناانصافی اور غیر محفوظ ہونے کا احساس۔
- ہم پولیس اسٹیشن وغیرہ کا نام سنتے ہی دہشت زدہ اور خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔
- شہریوں کو اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے اور پولیس سے کام لینا چاہیے۔
- تھانے کا عملہ تعلیم یافتہ ہے۔ بدعنوانی سے دور ہے اور سماج دشمن عناصر کی ہمت افزائی نہیں کرتا تو اس صورت میں:

سوال نمبر2: اگر تھانے کے عملے کی تنخواہ اچھی ہو۔ وہ بخوبی تربیت یافتہ ہوں تو پھر کیا ہوگا؟

تعلیم یافتہ کانسٹیبلوں کی بھرتی سے پولیس اسٹیشن کلچر میں تبدیلی آئے گی جرائم کی شرح میں کمی ہوگی اور احساس تحفظ پیدا ہوگا۔

اس سوال کے جواب میں کہ ''ہم اپنے تھانے کیسے چاہتے ہیں؟'' شرکاء نے واضح کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ:

(الف): تھانے شہریوں کے لیے مددگار ہوں۔

(ب): سیاسی دباؤ سے آزاد ہوں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ خواتین کے لیے تھانوں میں ایک محفوظ ماحول ہو جہاں وہ ایک علیحدہ کمرے میں اپنی شکایات درج کرا سکیں۔

پروجیکٹ سرگرمی نمبر2
پہلے تربیتی لائحہ عمل کی تیاری

پہلے مشاورتی ورکشاپ نے کامیابی کے ساتھ شہری سی پی ای کو متعلقہ فریقین کو پروجیکٹ کے بارے میں آگاہی فراہم کرنے اور شہری پولیس باہمی عمل کے لیے ایک بنیادی خط قائم کرنے کا موقع دیا اور ایک تربیتی طریقہ کار تیار ہوگیا۔

پروجیکٹ کے ''تربیت اور صلاحیت کی تعمیر'' کے شعبے کے تحت پانچ تربیتی ورکشاپوں کے ایک سلسلے کا انعقاد کیا جائے گا جن میں کراچی پولیس کے پولیس اہلکاروں کا منتخب گروپ شرکت کرے گا۔ انسانی حقوق کی تعلیم ایک وسیع میدان ہے اس نقطے کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیت کی اس طرح منصوبہ بندی کی گئی کہ جہاں شرکاء کو جگہ اور موقع فراہم ہو اور جہاں قومی اور بین الاقوامی انسانی حقوق دونوں کے تناظر کی افہام و تفہیم کے اضافے سے شرکاء انسانی حقوق کے امور کا ادراک کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔

لائحہ عمل

تربیتی مندرجہ حصوں پر محیط ہوگا۔

- **تربیتی لائحہ عمل1:** پاکستان میں نافذ انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق تمام متعلقہ پالیسیوں/قواعد و ضوابط/قوانین کی تفصیلی جانچ پڑتال۔
- **تربیتی لائحہ عمل2:** مذہبی جہتوں اور انسانی حقوق کی آگاہی (انسانی حقوق اور اسلام پر خصوصی توجہ کے ساتھ)۔
- **تربیتی لائحہ عمل3:** معاشرے کے کمزور اور غیر محفوظ طبقوں کے سیاق و سباق کی حدود میں انسانی حقوق (خواتین بچوں اور اقلیتوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق خصوصی کیس اسٹڈی پرمبنی تربیت)۔
- **تربیتی لائحہ عمل4:** انسانی حقوق عالمی تناظر میں (انسانی حقوق کا ایشو جیسا کہ یہ عالمی تناظر میں سمجھا اور تسلیم کیا جاتا ہے۔ پاکستان عالمی معاہدوں مثلاً اقوام متحدہ کا اعلانِ انسانی حقوق پر عملدرآمد کرنے کا پابند ہے)۔

پہلے طریقہ کار کو تیار کیا گیا اور پہلی سہ

ماہی کے دوران اس پر عمل ہوا اور جس کا احاطہ اس رپورٹنگ پریڈ میں کیا گیا طریقہ کار کو مندرجہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا۔

- شرکاء میں انسانی حقوق کا ایک عوامی واضح تصور پیدا کرنے میں مدد اور شعور تخلیق کرنا۔
- پاکستان میں انسانی حقوق سے متعلق موجودہ پالیسیوں/قواعد و ضوابط/قوانین کے بارے میں شرکاء کے علم اور آ گہی میں اضافہ کرنا۔
- شرکاء کے ساتھ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مختلف شکلوں پر بحث و مباحثہ اور انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ میں پولیس کے کردار کو اجاگر کرنا۔
- یہ بھی اہم ہے کہ یہ طریقہ کار سلسلے کی پہلی کڑی تھا اور پاکستان کے آئین میں تجدید بنیادی حقوق کا احاطہ اور پولیس آرڈی نینس 2002ء میں مہیا کردہ انسانی حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔

پروجیکٹ نمبر 3

استعداد کی تعمیر کے لیے ورکشاپ۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی۔ انسانی حقوق اور پاکستان میں نافذ متعلقہ پالیسیوں/قواعد و ضوابط/قوانین سے آ گہی۔

10-11 اگست 2007ء

فیروزآباد پولیس اسٹیشن کے پولیس افسران کے ساتھ استعداد کی تعمیر کرنے والی ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں پہلا تربیتی طریقہ کار استعمال کیا گیا۔ ''انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی۔ انسانی حقوق اور پاکستان میں متعلقہ پالیسیوں/قواعد و ضوابط/قوانین کی مفاہمت'' کے عنوان پر ہونے والا یہ دوروزہ ورکشاپ 10 تا 11 اگست تک جاری رہا۔ اس میں 25 اہل کاروں نے شرکت کی۔

ورکشاپ کے دوران مندرجہ نکات زیر بحث اور توجہ کا مرکز رہے۔

- ایک انسانی حق کیا ہے؟
- انسانی حقوق کی پامالی کس طرح ہوتی ہے اور ان خلاف ورزیوں کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟
- انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی روک تھام میں پولیس کا کردار کیا ہے؟
- پاکستان کے آئین کے کون سے آرٹیکل پولیس سے متعلق ہیں اور نسبت رکھتے ہیں؟
- پولیس آرڈر 2002ء پر بحث و مباحثہ۔

پاکستان کے آئین کے تحت عوام کو جو انسانی حقوق حاصل ہیں۔ شرکاء سے ان انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک چارٹ بنانے کے لیے کہا گیا۔ انہیں مثالیں دی گئیں اور دریافت کیا گیا کہ آئین کے کس آرٹیکل کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

اس نوعیت کی ایک شق کی مثال کو درج ذیل میں زیر بحث لایا گیا۔

پاکستان کے آئین کے آرٹیکل کے تحت خلاف ورزی کرنے والا/خلاف ورزی۔

I- امینہ ایک نجی اسکول میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں اور انہیں ان کی مہارت کے مطابق تنخواہ نہیں دی جاتی۔

نجی۔ اسکول آرٹیکل۔ 38

II- خالد پولیس ڈپارٹمنٹ میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی تنخواہ ناکافی ہے۔ ان کے اوقاتِ کار طویل ہیں اور چھٹی بھی نہیں ملتی۔

پولیس ڈپارٹمنٹ۔ آرٹیکل۔ 27

III- خالد نے چھاپے کے دوران ایک ملزم کو گرفتار کیا۔ ٹیم کے ایک رکن نے ملزم کے سر پر ضرب ماری۔ ملزم کی گرفتاری کے چند روز کے بعد خالد نے خود تحقیقات کیں۔

پولیس ڈپارٹمنٹ۔ آرٹیکل 10 اور 11

IV- احمد انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے باپ نے اسے فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور کیا۔

اس کا باپ۔ آرٹیکل۔ 18

V- شوہر نے ایک عورت کی عزت اور وقار مجروح کیا۔

شوہر۔ آرٹیکل۔ 14

تربیتی ورکشاپ کے دوران اس طریقہ کار کے اسلوب شراکتی عمل تھا۔ بہت سی سرگرمیوں میں شرکاء کو چھوٹے چھوٹے گروپوں میں بحث و مباحثے کے لیے موضوعات دیئے گئے۔ بحث کے دوران تربیت دینے والے شرکاء میں خیالات اور تصور پیدا کرنے میں مدد کی اور تمام شرکاء کی حوصلہ افزائی کی تا کہ ان میں سے ہر ایک بھرپور شرکت کرے۔ کچھ سرگرمیوں میں شرکاء سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ انفرادی طور پر اپنی رائے کا اظہار کریں اور ایک مخصوص سوال یا بحث کے نکتے کے بارے میں اپنا ردِعمل تحریر کریں۔ پھر انہیں دو دو چھوٹے گروپوں میں یا تمام لوگوں کے ساتھ زیر بحث لایا گیا۔ تربیتی ورکشاپ کے دوران کردار ادا کرنے والی تکنیک کو بھی استعمال کیا گیا۔

پروجیکٹ سرگرمی نمبر 4

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بہتر نگرانی کے لیے شراکتی شہری۔ پولیس باہمی عمل کا مکالمہ

22 ستمبر 2007ء

پولیس اور شہریوں کے درمیان اعتماد کی کمی سے نمٹنے کے لیے ایک باہمی عمل کا انعقاد 22 ستمبر 2007ء کو ہوٹل آواری۔ کراچی میں کیا گیا۔ یہ پہلی سہ ماہی کے اہداف میں سے ایک تھا۔

مکالمے کا مقصد شہری مرکزی نگرانی مثلاً کمیونٹی تحفظ کے بارے میں پولیس کے ادراک میں اضافہ کرنا اور شہریوں اور پولیس کے درمیان ایک مزید معاونتی تعلق میں سہولت بہم پہنچانا تھا۔ مکالمہ پولیس اور عوام کے درمیان بہتر ماحول اور اعتماد کی تخلیق کے لیے ایک صحت مندربط کو برقرار رکھنے کی ایک کوشش تھی۔ مکالمے میں خاصی تعداد میں شہریوں اور پولیس اہل کاروں نے شرکت کی اور ایک شرکت کرنے والے نے اسے پولیس اور شہریوں کے درمیان بہتر مفاہمت کی تخلیق کے مشکل اور طویل سفر کی جانب پہلا قدم قرار دیا۔

مسائل/مشکلات کا مقابلہ

پروجیکٹ پر عملدرآمد میں شہری سی بی ای کو پروجیکٹ کی پہلی سہ ماہی کے دوران کوئی خاص مشکلات کا سامنا نہیں ہوا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تعاون کے عمل میں اور شہریوں اور پولیس کے مابین مفاہمت ممکن ہے جو گذشتہ برسوں میں شہری سی بی ای نے پولیس کو خواتین کے بارے میں ذی حس بنانے کی کوششوں کے ایک حصے کے طور پر پیدا کی ہے۔

⊛⊛⊛

شہری سی بی ای نے شہریوں اور پولیس کے درمیان باہمی تعاون کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا.

شہری اور پولیس انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر نظر رکھیں

سیمینار میں شریک پولیس اہلکاروں کا کہنا تھا کہ اگر ان کے کام کا ماحول بہتر ہوتا تو وہ بھی بہتر طور پر خدمت سرانجام دیتے

شہری ورکشاپ

شہری رپورٹ

شہری برائے بہتر ماحول (شہری سی بی ای) اور قومی وقف برائے جمہوریت (این ای ڈی) نے مشترکہ طور پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا جہاں مقررین نے شرکاء کو مصالحت کی متقاضی صورتِ حال سے موثر طور پر نمٹنے کے بارے میں آگاہی فراہم کی۔

فادر بونی مینڈلیس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہیومین ڈویلپمنٹ کے ڈائرکٹر نے عیسائیت کے تناظر میں انسانی حقوق پر روشنی ڈالی۔ حقوقِ انسانی کا عالمی معاہدہ کس طرح طے پایا اور جب 1948ء کو اسے سرکاری حیثیت دی گئی تو دنیا بھر نے اس کی اہمیت کو تسلیم کیا۔

ورکشاپ میں شریک پولیس اہلکاروں کا کہنا تھا کہ اگر ان کے کام کا ماحول بہتر ہوتا تو وہ بھی بہتر طور پر خدمت سرانجام دیتے ان کے اوقات کار جو پہلے 24 گھنٹے تھے اب انہیں آٹھ گھنٹے کردیا گیا ہے۔ انہوں نے قواعد و ضوابط کی اس تبدیلی کے بارے میں مثبت رویے کا اظہار کیا۔

قومی کمیشن برائے خواتین کی سابق چیئرپرسن جسٹس (ر) ماجدہ رضوی نے انسانی حقوق پر اسلامی نقطہ نظر اور خواتین کو قانونی تحفظ، پولیس کو معلومات فراہم کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے پولیس اہلکاروں سے اپیل کی کہ وہ شہریوں کے مسائل ہمدردی سے سنیں اور ہر ایک سے برابری کی بنیاد پر پیش آئیں۔

پروگرام کے دوسرے نصف میں بابر بشیر نے تربیتی دستور العمل تقسیم کیا۔ تنازعات کے حل کے لیے تین رہنما اصول ہیں یعنی ''پرسکون رہیں، صبر کا مظاہرہ کریں اور عزت کریں''۔ پہلے مرحلے میں دونوں فریقوں کی بات غور سے سنیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ عاجزی اور غیر متحرک جارحانہ رسائی کی بجائے ایک حق جتانے والی گفت و شنید کو برقرار رکھا جائے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''اظہار اور بیان رابطے کو بہتر بناتے ہیں''۔

دوسرا مرحلہ ممکنہ حل کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں سوچ و بچار کرنے کا تھا۔ کسی بھی مسئلے کے حل کو سوچ و بچار کے بغیر تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔ ممکنہ حل کو سامنے رکھیں پھر اگلا مرحلہ معاملہ طے کرنے کا ہے یعنی مسئلے کو حل کرنا ہے۔ مقرر نے زور دیا کہ حل کسی پر مسلط نہ کیا جائے بلکہ گفت وشنید کے بعد طے کیا جائے۔

انہوں نے تنازعے کے متبادل (اے ڈی آر) کے بارے میں بھی بات کی۔ پنچائیت اور جرگے اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اس دوران یونین کونسل کی سطح پر رائج کیے جانے والے ایک نظام کے بارے میں بات کی گئی۔ یہ نظام ایس ایل جی او 2002ء کے مطابق ہے اور تنازعات کو دوستانہ طریقے پر طے کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

ساحلِ سمندر کی زمین عوام کے لیے وقف ہے جو ہوٹل، تفریحی یا کاروباری مقاصد کے لیے استعمال نہیں کی جاسکتی۔

شہری ایڈووکیسی

شہری رپورٹ

کے پی ٹی: اپنے دائرۂ کار سے تجاوز احسن اقدام نہیں

سمندر سے حاصل کی گئی زمین تحفظ شدہ درجے کے زمرے میں آتی ہے جسے کسی کو بھی الاٹ نہیں کیا جاسکتا

کراچی شہر میں کے پی ٹی اپنے فرائضِ منصبی کا بے قاعدہ اور غلط ادراک اور شعور رکھتی ہے۔ جس کے لیے ہم مایوسی کا اظہار کرتے ہیں۔

ہم مندرجہ نکات کی جانب توجہ مبذول کراتے ہیں۔

1- کے پی ٹی ایکٹ 1886ء کے تحت کے پی ٹی کا کردار سیاحتی/کاروباری معاملات کو ترقی دینے کا نہیں ہے بلکہ بندرگاہ کا اور ماحول کے نظم و ضبط اور ماحول کو تحفظ دینے کا ہے۔

2- کے پی ٹی کے حدود میں واقع زمین تجارتی استعمال کے لیے نہیں بلکہ بندرگاہوں کی ترقی کے لیے مخصوص ہے۔

3- ساحلِ سمندر پر واقع زمین عوام کے لیے وقف ہے جو شہریوں کو ساحلِ سمندر تک جانے کے لیے ایک ناقابلِ منتقل حق اور بلا رکاوٹ رسائی کا اختیار دیتا ہے۔ ہوٹل یا تفریحی و کاروباری دفاتر اور رہائشی مقاصد کے لیے نجی ساحل الاٹ نہیں کیے جاسکتے۔ ساحلی سڑک کے سمندری رخ پر کسی قسم کی تعمیرات نہیں کی جاسکتیں۔

4- کے پی ٹی بندرگاہ کی سہولتوں مثلاً وہارف۔ جیٹی۔ پشتے اور پل وغیرہ کی تعمیر کے لیے خود سمندر سے زمین حاصل کرسکتی ہے لیکن وہ یہ زمین ہوٹل، تفریحی کمپلیکس، دفاتر اور رہائشی مقاصد کے لیے حاصل نہیں کرسکتی، لیکن سمندر سے زمین کو حاصل کرنے سے پہلے اسے موجودہ بندرگاہ پر مضر اثرات کو کم کرنے کے لیے پانی کا ایک تفصیلی مطالعہ کرنا ہوگا۔

5- پاکستان تحفظِ ماحولیات ایکٹ 1997ء کے تحت 50 ملین سے زیادہ لاگت والے ایک سیاحتی ترقیاتی منصوبے کو پہلے ایک ماحولیاتی اثرات کے اندازے (ای آئی اے) کی مشق سے گزرنا ضروری ہے جس میں عوامی تبصرے/اعتراضات طلب کیے جائیں اور ان کو مدِنظر بھی رکھا جائے۔

6- سمندر سے حاصل کی گئی زمین حکومتِ سندھ کی ملکیت ہے اور ایک 'تحفظ شدہ' درجے کے زمرے میں آتی ہے جسے کسی کو بھی الاٹ نہیں کیا جاسکتا۔

ہم یہ مشورہ دے سکتے ہیں کہ کے پی ٹی اپنے دائرۂ اختیار میں واقع ساحل کے ماحول کو استحصالی عناصر اور مافیا (بشمول کے پی ٹی ہاؤسنگ سوسائٹی اور ڈی ایچ اے) سے محفوظ رکھے تاکہ عام لوگوں کی رسائی پورے ساحل تک ہو اور قدرت کے عطا کردہ ذرائع اور وسائل کو اس کی اصل حالت میں محفوظ رکھا جاسکے۔

بن قاسم ٹاؤن میں 15 ویں صدی کے چوکنڈی مقبروں کے موروثی مقام کے نزدیک 168 ایکڑ پر صنعتوں کا قیام

اس مقام کو آثارِ قدیمہ ایکٹ 1975ء کے تحت تحفظ دیا گیا ہے جس کا سیریل 57 بتاریخ 7-9-1995 کو سندھ ثقافتی تحفظ ایکٹ 1994 کے تحت اعلان کیا گیا تھا لیکن اب یہ حکومت کے نفع کی قربان گاہ اور نام نہاد صنعتی ترقی کی بھینٹ چڑھنے والا ہے۔

اگر ہم تاریخ کو مٹا دیں تو ہمارا مستقبل بھی تباہی کے لیے نامزد ہوجائے گا۔ یہ بہت لازم ہے کہ ہم آنے والی نسلوں کے فائدے کے لیے چوکنڈی مقابر جیسے دیگر آثارِ قدیمہ کے مقامات کا تحفظ نہایت احتیاط کے ساتھ کریں۔

ایک تاریخی ثقافتی مقام کے تحفظ میں آس پاس کے علاقے کا تحفظ بھی شامل ہے تاکہ ماحول کا تحفظ کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ نئی صنعتوں کی آلودگی، گندہ پانی، ٹریفک اور ایسے ہی ناپسندیدہ اثرات بچے کھچے قدیم قبرستان کو بالکل تباہ و برباد کردیں گے۔

اس معاملے میں مقامی اور بین الاقوامی تحفظاتی ایجنسیوں سے ماہرانہ اور تکنیکی مشورہ کیا جائے۔ اس کی ایک مثال موجود ہے جب سپریم کورٹ نے اسلام آباد میں دو صنعتی اسٹیل ملوں کو بند کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ ماحول کو آلودہ کررہی تھیں۔

عوامی مفاد میں ہم متعلقہ حکام سے التماس کرتے ہیں کہ وہ الاٹمنٹ کو منسوخ کریں اور آثارِ قدیمہ کے اس مقامِ ورثہ کے احترام کو برقرار رکھیں۔

❀❀❀

کراچی بندرگاہ اور نیول ڈاک یارڈ کی آلودگی پاکستان نیوی کی آبدوزوں اور بحری جہازوں سمیت آلات کو نقصان پہنچا رہی ہیں

ماحولیات

ساحلی آلودگی: بندرگاہ پر آبدوز اور بحری جہاز تباہ

مختلف اداروں کے مابین رابطے کے فقدان کے نتیجے میں بندرگاہ کا علاقہ ماحولیاتی تنزلی کا شکار ہے

شہری رپورٹ

سینٹ میں دفاع اور دفاعی پیداوار کی مجلسِ قائمہ (اسٹینڈنگ کمیٹی) کی رپورٹ بعنوان "کراچی بندرگاہ اور کراچی میں پاک فضائیہ کے اڈوں کے آس پاس کے علاقوں میں آلودگی" میں ساحلی آلودگی کے چیلنج سے نبردآزما ہونے کے لیے مختلف اقدامات تجویز کیے ہیں۔ شہری سی بی ای اس کمیٹی کا رکن تھا۔

مجلس قائمہ برائے دفاع اور دفاعی پیداوار نے دسمبر 2006ء کو کراچی کا دورہ کیا۔ اس دوران کمیٹی کے چیئرمین جناب نثار اے میمن سے پاکستان نیوی اور پاکستان ایئرفورس نے ماحولیاتی تنزلی کے مسئلے پر بات کی۔ مرکز کو مطلع کیا گیا کہ کراچی بندرگاہ اور نیول ڈاک یارڈ کی آلودگی پاکستان نیوی کی آبدوزوں اور بحری جہازوں سمیت آلات کو نقصان پہنچا رہی ہے جن کی مالیت ایک ارب ڈالر ہے۔ یہ دلیل دی گئی کہ ایک بڑے پلیٹ فارم کی کل زندگی 25 سے 30 برس ہوتی ہے جس میں سے 30 فیصد زندگی آلودگی کی نذر ہو جاتی ہے۔

پاکستان ایئرفورس نے بتایا کہ کراچی میں اس کے اڈوں کے نزدیک کوڑے کرکٹ کے وسیع و عریض ڈھیروں کی موجودگی کے باعث وہاں بڑی تعداد میں پرندے جمع ہو جاتے ہیں اور ہوائی جہازوں کے اترنے اور پرواز کرنے کے راستے میں اُڑتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ ہوابازوں کی قیمتی زندگی اور بڑی مالیت کے قیمتی طیاروں کے نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس مسئلے کو کمیٹی کے ایجنڈے کا حصہ بنایا گیا تاکہ مسئلے کی شدت کو سمجھا جائے اور اس پر بحث و مباحثہ کیا جائے۔ سینیٹر مشاہد حسین سیّد کی تجویز پیش کی کہ سینیٹر میمن کی سربراہی میں دو رکنی سب کمیٹی بنادی جائے تاکہ وہ مسئلے کا گہرائی سے جائزہ لے کہ کراچی میں بندرگاہ اور پی اے ایف اڈوں کے اطراف ماحولیاتی حالات کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز پیش کرے۔ اس تجویز کی حمایت کمیٹی کے دیگر اراکین اور وزرائے مملکت برائے دفاع اور ماحولیات نے بھی کی۔ سب کمیٹی کی دوسری رکن سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری تھیں۔ کمیٹی نے کراچی اور اسلام آباد میں چھ اجلاس سول سوسائٹی اور دیگر مختلف سرکاری شعبوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً 60 ہزار افراد سے گفتگو کی تاکہ ایک قابل قبول حل تلاش کیا جا سکے۔ سب کمیٹی نے گودی اور فشنگ ہاربر کی صورتِ حال دیکھنے کے لیے پاکستان نیوی کی کشتی میں اطراف کا سفر کیا۔ انہوں نے پی اے ایف ہیلی کاپٹر سے پی اے ایف کے اڈوں مسرور اور فیصل اور پاکستان نیوی کے ایئربیس مہران کے اطراف کا ماحولیاتی جائزہ لیا۔

متعلقہ افراد نے متفقہ طور پر لیاری ندی۔ ملیر ندی۔ حب ندی۔ جنگول ندی اور چار نالوں حبیب پبلک اسکول ڈرین۔ والس ڈرین۔ نہر خیام اور جنگل شاہ ڈرین کو بڑے مجرم قرار دیا جو کراچی بندرگاہ میں آلودگی پہنچاتے ہیں۔ کراچی کا صنعتی ایریا

سائٹ کی فیکٹری کا آلودہ پانی بالآخر بحرہ عرب میں شامل ہو جاتا ہے

اندازاً 6000 سے زیادہ چھوٹے اور بڑے صنعتی یونٹوں پر مشتمل ہے مختلف صنعتی زونز میں ان کی گروپ بندی ہوتی ہے۔ مثلاً سندھ انڈسٹریل ٹریڈنگ اسٹیٹ (SITE)، کورنگی انڈسٹریل اینڈ ٹریڈنگ اسٹیٹ (KITE)، فیڈرل بی ایریا انڈسٹریل اسٹیٹ اور نارتھ کراچی انڈسٹریل ایریا، کے پی ٹی پر صنعتیں ہیں اور پورٹ قاسم صنعتی علاقہ ہے۔ یہ سب بڑی مقدار میں صنعتی فضلہ اور زہریلا پانی ان ندیوں اور نالوں میں ڈالتے ہیں جو ہاربر میں جا کر گرتے ہیں۔

اس کے علاوہ تیل کی آلودگی ہے۔ جس میں مچھلیاں پکڑنے والی مشینی کشتیوں سے خارج ہونے والی آلودگی، بحری جہازوں کی تہہ میں جم جانے والے آلودہ پانی کی صفائی، تجارتی بحری جہازوں کی ایک بڑی تعداد ٹینکوں کی دھلائی اور پاکستان سے گزرنے والے آئل ٹینکرز نے مسئلے کو گمبھیر بنا دیا ہے۔ آبی آلودگی کے متنوع اجزاء بلدیاتی ناصاف پانی اور صنعتی فضلاتی پانی سب مل کر بندرگاہ میں لنگر انداز بحری جہازوں کو متاثر کرتے ہیں اور ہاربر کے ڈھانچوں پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ آلودہ پانی اور گھریلو ذرائع سے پیدا ہونے والا ٹھوس فضلہ بے دریغ ان ندیوں اور نالوں میں ڈالا جاتا ہے۔ جس نے ساحلی ماحولیات میں تباہی مچادی ہے کراچی میں اس وقت تین سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹس ہیں جو 151 ایم جی ڈی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ 300 ایم جی ڈی پی ناصاف فضلاتی پانی سمندر میں گرنے سے پہلے ملیر اور لیاری ندیوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ چاکیواڑہ نالا شاہ فیصل کالونی سے گزرتا ہوا رن وے کی طرف آتا ہے۔ یہ فیصل بیس کے قریب آلودگی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ ان علاقوں کے رہنے والے اس نالے میں اور بیس کی اطرافی دیوار کے ساتھ اپنا کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں۔ اس کے علاوہ رن وے کے قریب بہت سے شادی ہال اور ہفتہ وار بچت بازار بھی موجود ہیں ان بازاروں کا چھوڑا ہوا کوڑا کرکٹ اور شادی ہالوں کا بچا کچا کھانا پرندوں کے لیے پرکشش ہوتا ہے جو اترنے والے تمام طیاروں کے لیے ایک خطرہ ہے۔ چاکورہ نالہ ملیر ندی سے کورنگی انڈسٹریل ایریا میں ملتا ہے۔ یہ پرندوں کی افزائش کا ایک بڑا ذریعہ ہے یہ جگہ پانی اور غذا دونوں مہیا کرتی ہے۔ اس لیے فیصل ایئر بیس کے اطراف کے محلے پرندوں کی افزائشِ نسل کے لیے بہترین جگہ فراہم کرتے ہیں۔ ایسا ہی ملتا جلتا مسئلہ بلوچ کالونی کے اطراف کے محلوں میں پایا جاتا ہے۔ جہاں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پرندوں کو راغب کرتے ہیں۔ چند غیر قانونی عمارتیں نالے کے بہت قریب تعمیر ہوتی ہیں کسی ان دیکھے حادثے سے بچنے کے لیے اس مسئلے سے نمٹنا بہت ضروری ہے۔

صدر اور پی ای سی ایچ ایس میں بہت سی عمارات زیورات اور سونے کے چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ جو زہریلے کیمیکل اور فاسد بخارات کو نالوں اور فضا میں شامل کرتی ہیں اور آگ اور دھماکوں کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عمارات گوداموں، کیمیکل، خوراک اور ملبوسات کی دوبارہ پیکنگ کے لیے بھی استعمال ہوتی ہیں۔ پی ای سی ایچ ایس، ناظم آباد، صدر، نارتھ کراچی، لانڈھی اور ملیر میں جگہ جگہ گھروں میں ٹیکسٹائل اور سلائی کی فیکٹریاں قائم ہیں۔ سائٹ ٹاؤن میں گولیمار اور پاک کالونی بڑی اور اسٹون پروسیسنگ فیکٹریوں کا مرکز ہیں۔ وہ ہوا، پانی اور نالوں کو آلودہ کر رہی ہیں اور فضلے کو گٹر باغیچے میں پھینکتی ہیں۔ بلدیاتی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گوشت، مرغی اور مچھلی کے اسٹال شہر کے ہر کونے پر کھلے ہوئے ہیں جو علاقے کو غلاظت اور تعفن سے آلودہ کرتے ہیں اور گوشت خور پرندوں کو اپنی جانب راغب کرتے ہیں۔

سب کمیٹی نے موجودہ قوانین کا مطالعہ کیا تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کراچی بندرگاہ میں اور زمین پر ماحولیاتی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لیے کیا نئی قانون سازی کی ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ ماحولیات کے مسئلے کے تدارک کے لیے 13 قوانین اور معاہدے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک پاکستان تحفظِ ماحولیات ایکٹ 1997ء ہے جو سب سے جامع قانون ہے۔ دیگر قوانین مثلاً قومی ماحولیاتی معیاری معیارات 2001ء۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ ایکٹ 1886ء۔ میری ٹائم سیکورٹی ایجنسی ایکٹ۔ پاکستان مرچنٹ شپنگ آرڈی نینس 2001ء۔ پورٹس ایکٹ 1908ء۔ فشریز ایکٹ 1897ء اور کئی معاہدے ماحول کی تنزلی پرکھنے کے لیے موجود ہیں۔ اس لیے مزید قوانین کے اجرا کی تجویز کو غیر ضروری سمجھا گیا۔ زمین بندرگاہ اور ماہی گیری بندرگاہ کے ماحولیاتی تحفظ کے لیے علیحدہ قوانین موجود ہیں۔

کمیٹی کا خیال تھا کہ قوانین کو نافذ نہ کرنے کی وجہ سے موجودہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے۔ ان قوانین کی بہت گہرائی کے ساتھ چھان بین سے یہ اندازہ ہوا کہ ان میں سے کسی قانون میں کوئی کمی یا جھول نہیں ہے اور اگر ان کا نفاذ ہو تو آلودگی کے بارے میں کسی خدشے کا کوئی امکان نہیں رہے گا۔ مثلاً ماحولیاتی تحفظ ایکٹ 1997ء کی دفعہ پانچ کے تحت وفاقی ماحولیاتی تحفظ ایجنسی قائم ہوئی جو قانون کے انتظام اور نفاذ اور قومی ماحولیاتی معیاری معیارات پر عملدرآمد کرانے کی ذمہ دار ہے۔ میری ٹائم سیکورٹی ایجنسی ایکٹ 1996ء کی دفعہ 10 کے تحت آبی حیات کے معیار کو برقرار رکھنے اور آبی تباہی کو کنٹرول کرنے اور روکنے کے لیے حکومت کے دیگر اداروں اور ایجنسیوں کی معاونت کرنے کی ذمہ دار ہے جس میں بندرگاہوں کے اندر اور اطراف، ساحلی علاقوں، دریاؤں کے دہانے اور آبی علاقے کے دیگر علاقے شامل ہیں۔ اس

پاکستان نیوی کو اپنے ادارہ ماحولیاتی تحفظ کو بہتر بنانے کے لیے نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں اسسٹنٹ چیف آف نیول اسٹاف برائے بحری معاملات اور ماحولیاتی کنٹرول ایک اضافی کموڈور کا عہدہ تخلیق کرنا چاہیے اس کے علاوہ کراچی اور اسلام آباد دونوں جگہوں پر موجودہ سیٹ اپ کو تقویت دینے کے لیے ایک کیپٹن اور دو کموڈور کے عہدے بھی مزید تخلیق کیے جائیں

کے علاوہ پاکستان ماحولیاتی تحفظ ایکٹ 1997ء کے تحت میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی کو بار بر ماحول کو چیک کرنے کے اختیارات تفویض کیے گئے ہیں۔

پاکستان مرچنٹ شپنگ آرڈی نینس 2001ء کی دفعہ 554 کے تحت سیوریج کا اخراج اور کوڑا کرکٹ سمندر میں پھینکنا ممنوع ہے۔ اسی طرح پورٹ ایکٹ 1908ء کی دفعہ وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قانون یا حکم کو ماننے سے انکار کرے تو وہ ایسی ہر خلاف ورزی کے لیے سزاوار ہے اس پر زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار روپے کا جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔ پورٹس اینڈ شپنگ کی وزارت ان قوانین کو نافذ کرنے والا واحد ادارہ ہے جسے تمام رکاوٹوں اور دباؤ سے بالاتر ہوکر ان کو نافذ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی اقوامِ متحدہ کے بحری معاہدہ قانون (یو این سی ایل او ایس) بحری ماحول کے تحفظ اور حفاظت سے متعلق ہے۔ معاہدے کا آرٹیکل 199 بحری ماحولیات کی آلودگی کا تدارک کرنے اس پر کنٹرول کرنے اور اس میں کمی لانے کو بیان کرتا ہے۔ فشریز ایکٹ 1997ء بھی ماہی گیری کے علاقوں کی ماحولیاتی تنزلی سے متعلق ہے۔

موجودہ قانون پر عملدرآمد نہ ہونے کے علاوہ زمین پر ماحولیاتی تنزلی سے متعلق موجودہ ناپسندیدہ صورتِ حال ای پی اے، کراچی شہری ضلعی حکومت ایف پی سی سی آئی، کے سی سی آئی، ڈی ایم اے اور کنٹونمنٹ بورڈوں کے درمیان رابطے کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح پاکستان نیوی اور کے پی ٹی، کراچی فشنگ ہاربر اور میری ٹائم سیکیورٹی ایجنسی کے درمیان رابطے کے فقدان کے نتیجے میں بندرگاہ اور

شہری کی سفارشات

(i) زمین کے تمام مالکان اور شہر کے بلدیاتی اداروں کو سختی کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہوئے اپنی لیز کی شرائط تقسیم اور زمین کے استعمال کے قواعد وضوابط پر پوری طرح عملدرآمد کرنا چاہیے۔

(ii) صنعتی پارکس قائم کیے جائیں اور تمام غیر قانونی چھوٹی اور بڑی صنعتیں ان پارکوں میں منتقل کی جائیں۔ ان صنعتی پارکوں کے اپنے اپنے اجتماعی ٹریٹمنٹ پلانٹس ہوں اور ہر صنعت کو این ای کیو ایس 2001ء پر عمل پیرا ہونے کا پابند بنایا جائے۔

(iii) سائٹ، کائٹ، لانڈھی صنعتی ایریا، فیڈرل بی ایریا اور نارتھ کراچی صنعتی ایریا میں قائم موجودہ صنعتیں اجتماعی ٹریٹمنٹ پلانٹس قائم کریں اور اپنی اپنی انفرادی صنعتوں کا این آئی کیو ایس 2001ء کے ساتھ مانیٹر کریں اور احکامات کی تعمیل کریں۔

(iv) ایک عوامی تعلیمی مہم (صفائی نصف ایمان ہے) کم سے کم دس برس کے لیے لازمی طور پر نہایت جوش وخروش کے ساتھ چلائی جائے تاکہ پورے شہر میں پھیلتی ہوئی عوامی آلودگی اور کوڑے کرکٹ کو کم کیا جاسکے۔ یہ خوراک اور اس سے متعلق چیزوں کے لیے خصوصی طور پر بہت ضروری ہے۔

(v) غیر لائسنس شدہ اور غیر صحت مندانہ خوراک فروخت کرنے والی دکانیں اور گوشت/ مرغی/ مچھلی کے اسٹال لازمی طور پر بند کیے جائیں۔

(vi) ایسے مقامات (یعنی ایریا۔ مارکیٹ وغیرہ) جو کثیر مقدار میں ٹھوس فضلہ پیدا کرتے ہیں انہیں دفاعی اور دیگر طیاروں کے فضائی راستوں کو مدنظر رکھ کر تعمیر کیا جائے۔

(vii) کوڑا کرکٹ بھرنے کے لیے مناسب کھائیوں کا قیام اور کوڑا جمع کرنے کا موثر نظام (ممکنہ طور پر نجی شعبے میں) کی فوری ضرورت ہے کیونکہ کوڑا سونا ہے اس لیے یہ کام ناممکن نہیں ہے۔

(viii) ٹھوس فضلہ تیار کرنے والے یونٹس جو اشیا کو گتے کے ڈبوں میں سپلائی کرتے ہیں۔ ان کے حجم کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پلاسٹک کے ڈبے استعمال کریں جو دوبارہ استعمال ہوسکتے ہیں اس طرح لاگت کم ہوگی اور اشیا بھی سستی ہوں گی۔

(ix) کوڑے کرکٹ کو مناسب طریقے پر ٹھکانے لگانے کے لیے رنگین اشارے دینے چاہئیں۔ کچھ ٹھوس فضلے کو علیحدہ کرنے کے بعد کھاد میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جو باغات اور پودوں کے لیے استعمال ہوسکتی ہے۔ یورپ میں کوڑے کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا کام گھریلو سطح پر کیا جاتا ہے۔ جہاں بوتلیں، نباتاتی اور کاغذ سے متعلق کوڑا الگ الگ ٹھکانے لگایا جاتا ہے۔ ری سائیکل ہونے کے قابل کوڑے کو ری سائیکل کیا جاتا ہے، جبکہ نباتاتی فضلے کو زمین میں دبا کر کھاد بنائی جات ہے۔ بقیہ کوڑہ کھائیوں میں لے جاتے ہیں۔ ہر کھائی کی عمر 50 سے 100 برس تک ہوتی ہے۔ اس سے بائیوگیس بنا کر فروخت کی جاتی ہے۔ پرانی ملبوسات کو ری سائیکل کرکے کارسیٹ کورز وغیرہ بنائے جاسکتے ہیں۔

(x) کوڑا کرکٹ بھرنے والی کھائیوں کے مقامات نہایت احتیاط سے منتخب کرنے چاہئیں۔ انہیں نہ تو آبادی والے علاقوں اور ایئرپورٹوں کے قریب ہونا چاہیے اور نہ ہی اتنا دور کہ کوڑا اٹھانے والے ٹرک بہت دور کا فاصلہ طے کرنے کے لیے تیار نہ ہوں۔ ایسی صورت میں زیادہ تر گاڑیاں اپنے ادارے یا کنٹریکٹر کا ایندھن بچانے کے لیے دن میں صرف ایک چکر لگائیں گی۔

(xi) فیصلہ سازوں کو الگور کی فلم ''ایک تکلیف دہ سچائی'' (An Inconeient Truth) ضرور دیکھنی چاہیے۔

ڈاکیارڈ علاقے میں ماحولیاتی تنزلی ہوتی ہے۔ایک بحری آلودگی کنٹرول بورڈ جون 1994ء میں قائم ہوا تھا جو چیف آف نیول اسٹاف کی چیئرمین شپ کے تحت کام کر رہا تھا۔اسے 1999ء میں وزارتِ مواصلات کو منتقل کر دیا گیا جو ستمبر 2001ء تک وزیر مواصلات کی سربراہی میں کام کرتا رہا۔اس کے بعد بورڈ کو ختم کر دیا گیا اور اس کے فرائض قومی ماحولیاتی رابطہ کمیٹی (این ای سی سی) کو تفویض کر دیئے گئے جس کے سربراہ ڈائریکٹر جنرل پاکستان ای پی اے تھے۔اس کمیٹی کے ارکان کے درمیان دفتری جھگڑوں اور اختلافات کے باعث کمیٹی کی کوئی میٹنگ منعقد نہیں ہوئی۔اس وقت ڈی جی ایم ایف اے اور ڈی جی پورٹس اینڈ شپنگ اس کمیٹی کے ارکان ہیں اور پاکستان نیوی کے دو اسٹار افسران شاید ایک ایسی کمیٹی میں بیٹھنا پسند نہ کریں جس کی سربراہی گریڈ 20 کا آفیسر کر رہا ہو۔چنانچہ این ای سی سی کے باعث جو بھی تھوڑا بہت رابطہ دستیاب ہے وہ بھی اس وقت نہ ہونے کے برابر ہے جس کے نتیجے میں موجودہ خرابی کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ پاکستان ماحولیاتی تحفظ کونسل کے سربراہ وزیر اعظم ہیں لیکن ماحولیات کو ایک قومی مسئلے کی حیثیت سے حل کرنے کے لیے اس کمیٹی کے اجلاس تواتر سے نہیں ہوتے۔

صاف ظاہر ہے کہ پاکستان ماحولیاتی تحفظ کونسل جو ماحولیاتی تنزلی کو کنٹرول کرنے والے متعدد اداروں کے درمیان تنازعات کو حل کرنے والا واحد مختار فورم ہے اس نے اپنی اس ذمہ داری کو کبھی پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے بحری آلودگی کنٹرول بورڈ ٹوٹ گیا اور قومی ماحولیاتی رابطہ کمیٹی غیر فعال ہوئی۔تنازعات کے حل کے ایک مناسب طریقہ کار کے قیام کے لیے وفاقی صوبائی اور مقامی سطح پر کچھ ایجنسیوں کو یہ کردار تفویض کیا جائے تاکہ مفادات کے ٹکراؤ یا فرائض کے تصادم کو خوش اسلوبی سے حل کیا جاسکے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ماحولیات کو بہتر بنانے کی ذمہ داری سب سے زیادہ ایجنسیوں کو سونپی گئی ہے۔ ان کی ذمہ داریاں اور فرائض ایک دوسرے پر منطبق ہیں اور ایجنسیوں کے درمیان ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ایسے واقعات میں آلودگی پھیلانے والے فائدے میں رہتے ہیں۔ ذمہ داریوں اور فرائض کے مناسب تذکرے اور بیان کی ضرورت ہے۔ تاکہ ایجنسی کا احتساب اور آلودگی پھیلانے والے کی سزا کو شفاف بنایا جاسکے۔ اس وقت متعدد ایجنسیوں کی شمولیت مسئلے کے مفاد میں نہیں ہے۔ای پی اے، ایم ایس اے اور پورٹ اتھارٹیز کو اپنے اپنے دائرہ اختیار میں ذمہ داریوں کی نگرانی بنانے کی ضرورت ہے۔

کمیٹی کی میٹنگوں کے دوران ایف پی سی سی آئی کے سوا کسی بھی اسٹیک ہولڈر کی جانب سے ایجنسیوں کو دستیاب ذرائع کا سوال کبھی بھی نہیں اٹھایا گیا۔اس نے یہ شکایت کی کہ وزارتِ صنعت نے پانچ صنعتی گندے پانی کے ٹریٹمنٹ پلانٹس لگانے کے لیے فنڈ مہیا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا گیا۔لیکن وزارتِ خزانہ نے کمیٹی کو گذشتہ چار برسوں کے دوران پی ایس ڈی پی میں مختص کیے جانے والے فنڈز کی تفصیل سے آگاہ کیا جو درج ذیل ہے۔

آبی آلودگی کے متنوع اجزاء بلدیاتی ناصاف پانی اور صنعتی فضلاتی پانی سب مل کر بندرگاہ میں لنگرانداز بحری جہازوں کو متاثر کرتے ہیں

	پاکستانی روپے
2003-2004	445.386 ملین
2004-2005	355.254 ملین
2005-2006	2930.648 ملین
2006-2007	5804.175 ملین

متعلقہ افراد کے ساتھ بہت زیادہ تفصیلی بحث و مباحثے کے بعد کمیٹی نے 19 سفارشات مرتب کیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(i) وزیر اعظم پاکستان کو اپنی پہلی فرصت میں پاکستان ماحولیاتی تحفظ کونسل کی میٹنگ بلانی چاہیے جو اس رپورٹ پر غور و خوض کرے اور رپورٹ کی قابل تسلیم سفارشات کے نفاذ کے لیے تمام متعلقہ اداروں کو ہدایت دے۔

(ii) بحری آلودگی کنٹرول بورڈ (ایم پی سی بی) کی تجدید کی جائے لیکن اس دفعہ وزیر مواصلات کی جگہ وزیر ماحولیات کو اس کا چیئرمین مقرر کیا جائے۔

(iii) قومی ماحولیاتی رابطہ کمیٹی (این ای سی سی) جو بحری آلودگی کو کنٹرول کرنے کی ذمہ دار ہے اس وقت اس کے سربراہ ادارہ ماحولیاتی تحفظ کے ڈائریکٹر جنرل (BS-20) ہیں۔ اس کمیٹی کے چیئرمین سیکریٹری ماحولیات کو بنانا بہتر ہوگا اور پاکستان نیوی اور پاکستان ایئرفورس کو اس کمیٹی میں اراکین کی حیثیت سے شامل کرنا چاہیے۔

(iv) وزارتِ ماحولیات کو پاکستان ماحولیاتی تحفظ ایکٹ 1997ء کی دفعات پر ان کے لغوی معنوں اور روح کے ساتھ جنگی بنیادوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ اس میں کراچی میں متعلقہ اداروں کی طرف سے فضلاتی پانی کے لیے قومی ماحولیاتی معیاری معیارات کا نفاذ بھی شامل ہے۔ ماحولیاتی حالات کی صورتِ حال کی نگرانی کے لیے وزارت کو ہر تین ماہ بعد صوبائی ماحولیاتی تحفظ کے اداروں کے ساتھ میٹنگ کرنی چاہیے۔قومی ماحولیاتی رابطہ کمیٹی کو بندرگاہ میں آلودگی سے متعلق پیش رفت کے بارے میں سینٹ کی مجلسِ قائمہ برائے ماحول کو ہر تین ماہ بعد رپورٹ پیش کرنی چاہیے۔

(v) پاکستان نیوی کو اپنے ادارہ ماحولیاتی تحفظ کو بہتر بنانے کے لیے نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں اسسٹنٹ چیف آف نیول اسٹاف برائے بحری معاملات اور ماحولیاتی کنٹرول ایک اضافی کموڈور کا عہدہ تخلیق کرنا چاہیے اس کے علاوہ کراچی اور اسلام آباد دونوں جگہوں پر موجودہ سیٹ اپ کو تقویت دینے کے لیے ایک کیپٹن اور دو کموڈور کے عہدے بھی مزید تخلیق کیے جائیں۔

(iv) وزارتِ دفاع کو مسرور ایئر بیس اور ملحقہ علاقے کو کنٹونمنٹ ایریا قرار دے دینا چاہیے۔

صوبائی حکومت نے کراچی میں ٹریفک کے بحران کے حل کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ شہری سی بی ای اس کمیٹی کا ایک رکن ہے۔

کراچی میں ٹریفک جام ایک معمول بن چکا ہے

پیدل چلنے والوں کی سلامتی کے لیے فٹ پاتھ، زیبرا کراسنگ اور اوور ہیڈ برج بنائے جائیں

ٹریفک

شہری رپورٹ

حکومت سندھ نے حال ہی میں شہری ضلعی حکومت کراچی میں ٹریفک کے انتظام کی نگرانی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ کمیٹی میں شہری۔ سی بی ای کو سول سوسائٹی کے رکن کی حیثیت سے شامل کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ کمیٹی کے لیے مندرجہ شرائطِ دائرکار کی نشاندہی کی گئی۔

شرائطِ دائرہ کار

- ٹریفک ہجوم کے مسئلے کا عملی حل تلاش کرنا۔
- ماس ٹرانزٹ اور سی این جی بسوں کے ذریعے شہر میں آرام دہ اور موثر عوامی ٹرانسپورٹ نظام تجویز کرنا۔
- ناجائز قبضوں، غیر قانونی پارکن اور بلا اجازت قائم بس ٹرمینل کو ہٹانے کے لیے موثر کارروائیوں کی تجاویز پیش کرنا۔
- کے بی سی اے سمیت متعلقہ قومی بلڈنگ ڈپارٹمنٹس/ایجنسیوں کے تعاون سے تعمیراتی قوانین کا نفاذ۔
- ٹریفک کی بہتر روانی کی خاطر ٹریفک مسائل کی برق رفتار درستگی کے لیے متعلقہ اداروں کے ساتھ تعاون کرنا۔

شہری۔سی بی ای نے کراچی میں ٹریفک جام کی مندرجہ وجوہات کی نشاندہی کی ہے اور کراچی میں ٹریفک کے ہجوم کو بہتر بنانے کے لیے اصلاحات کی سفارش کی ہے۔

(الف): ٹریفک جام کی بڑی وجوہات

1- شہر کے لیے قابلِ استطاعت، آسان، آرام دہ اور وسیع عوامی ٹرانسپورٹ کے نظام کی غیر موجودگی ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ صرف 60 فیصد چکر لگاتی ہے جسے ممکنہ حد تک بڑھنا چاہیے۔

2- سڑکوں پر ٹریفک کے بنیادی قوانین کے نفاذ کا فقدان ہے۔

3- سڑکوں اور پیدل چلنے والوں کے راستوں پر تجاوزات میں اضافہ (بشمول غیر قانونی پارکنگ، عبوری بس ٹرمینل، اسکول سے بچوں کو لانے اور لے جانا وغیرہ)۔

4- عمارات کے اندر پارکنگ کی ناکافی سہولت۔

5- بلدیاتی ترقیاتی کاموں کے لیے کھدائی کے باعث سڑکوں کی استطاعت میں کمی۔

6- وی آئی پی اور وی وی آئی پی شخصیات کی نقل وحرکت۔

7- بارشوں کے پانی کے مناسب نکاس کے فقدان کے باعث سڑکوں کی سطح خراب اور تباہ و برباد ہوتی ہیں۔

8- ٹریفک سگنلوں کی ناقص کارکردگی سمیت ٹریفک انجینئرنگ کے ناکافی اقدامات۔

9- چوراہوں پر ہر جگہ سے سڑک پار کرنے والے افراد کی تعداد میں اضافہ اور ہاکروں اور فقیروں کی موجودگی۔

(ب): ٹریفک کے انتظام اور متعلقہ مسائل کے ذمہ دار افراد اور ادارے

1- شہری ٹریفک پولیس (ڈی آئی جی ٹریفک اور ٹیم)۔

2- شہری ضلعی حکومت (ناظم۔ ڈی سی او۔ای ڈی او (ٹرانسپورٹ اور کمیونی کیشن)۔ڈی جی (ماس ٹرانزٹ)۔ ای ڈی او (ریونیو)۔ ای ڈی او (ماسٹر پلان)۔ سی سی او بی (کے بی سی اے)۔

3- صوبائی حکومت (وزیر اعلیٰ۔ چیف سیکریٹری۔ سیکریٹری (لیبر۔ ٹرانسپورٹ۔ انڈسٹری)۔ سیکریٹری (لوکل گورنمنٹ)۔سی سی او بی (کے بی سی اے)۔

(پ): قابلِ عمل قوانین

1- سندھ لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس 2001ء۔

2- پولیس آرڈر 2002ء (جو ٹریفک رکاوٹوں کو ہٹانے کے لیے بھی دستیاب ہے)۔

(ت) مختصر المدتی اصلاحی اقدامات

1- سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر سے کھوکھے، ٹھیلے، ورکشاپ، غیرقانونی طور پر پارک کی ہوئی کاروں اور موٹرسائیکلوں کے تجاوزات کا خاتمہ۔

2- عمارات کے اندر لازمی پارکنگ کی گنجائش غیرقانونی تبدیلی کی بحالی۔

3- قانونی طور پر پارکنگ کی گنجائش کثیرالمنزلہ عمارات کے تعمیراتی پلان کی منظوری کی روک تھام۔

4- ایریا ٹریفک مطالعے کے بغیر ذہن کے استعمال کی تبدیلی اور رہائشی پلاٹوں یا دیگر پلاٹوں کی کمرشلائزیشن کی روک تھام۔

5- ٹریفک کے بنیادی اصولوں کا نفاذ (لین میں ڈرائیونگ، کم رفتار ٹریفک (بشمول بس، رکشہ، موٹرسائیکل) بائیں جانب۔ سرخ بتی پر رکنا، سرخ بتی پر بائیں طرف نہ مڑنا یکطرفہ ٹریفک کے خلاف ڈرائیونگ کے خلاف ڈرائیونگ نہ کرنا، ہر جگہ سے سڑک پار نہ کرنا، مڑتے وقت اشارہ دینا، حدِرفتار پر عمل کرنا)۔

6- شہر بھر کی سڑکوں (لیمارکیٹ، لائنز ایریا وغیرہ) سے عبوری بس ٹرمینلز اور ورکشاپوں کا خاتمہ۔

7- ہنگامی گاڑیوں (ایمبولینس، فائرانجن) کے لیے ترجیحی طریقہ کار کا قیام۔

8- ڈرائیور کی تعلیم اور ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنے کے طریقہ کار کو بہتر بنانا۔

(ٹ): درمیانی اور طویل المدتی اصلاحی اقدامات

1- قابلِ استطاعت، آسان اور وسیع و عریض عوامی ٹرانسپورٹیشن نظام (تیز رفتار گذرگاہ، نئی روایتی بسیں، سرکلر ریلوے وغیرہ) کو متعارف کرایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسافروں کو لے جانے والی گاڑیوں کے چکروں کی شرح میں اضافہ کیا جاسکے۔

2- ایسی کاریں جن میں صرف ایک فرد سفر کرتا ہے ان کا استعمال کم سے کم کیا جائے بلکہ ایک کار میں کئی افراد مل کر سفر کریں اور اخراجات آپس میں تقسیم کرلیں۔ یا کار استعمال نہ کرنے کے دن منائیں (سی بی ڈی) میں داخلے کے خصوصی اقدامات عائد کیے جائیں۔ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرنے کے لیے عوام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

3- ٹریفک پولیس کو شہری ٹرانسپورٹ پلاننگ/انتظامی شعبوں کے ساتھ مربوط کرکے ایک مرکزی ٹرانسپورٹ اتھارٹی بنائی جائے۔

4- زمین کے استعمال کی پلاننگ اور ٹرانسپورٹ/ٹریفک کے بنیادی ڈھانچے کے درمیان رابطے کو یقینی بنایا جائے۔

5- کمپیوٹرائزڈ ٹریفک کنٹرول اور انتظامی نظاموں کو متعارف کرایا جائے۔

قابلِ استطاعت، آسان اور وسیع و عریض عوامی ٹرانسپورٹیشن نظام یعنی تیز رفتار گذرگاہ، نئی روایتی بسیں، سرکلر ریلوے وغیرہ کو متعارف کرایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسافروں کو لے جانے والی گاڑیوں کے چکروں کی شرح میں اضافہ کیا جاسکے ایسی کاریں جن میں صرف ایک فرد سفر کرتا ہے ان کا استعمال کم سے کم کیا جائے بلکہ ایک کار میں کئی افراد مل کر سفر کریں اور اخراجات آپس میں تقسیم کرلیں یا کار استعمال نہ کرنے کے دن منائیں 'سی بی ڈی' میں داخلے کے خصوصی اقدامات عائد کیے جائیں، پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرنے کے لیے عوام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

6- شٹل بسوں کو متعارف کراکر اور پارکنگ لاٹ وغیرہ قائم کرکے مرکزی تجارتی ضلع کی منصوبہ بندی دوبارہ کی جائے۔

7- لاپتہ رابطہ سڑکیں اور رابطہ سڑکیں قائم کی جائیں۔

8- تجارتی علاقوں میں کثیرالمنزلہ پارکنگ پلازہ قائم کیے جائیں اور اس مقصد کے لیے عوامی پارکوں کو تبدیل نہ کیا جائے۔

9- تجارتی عمارات میں سامان کو اتارنے اور چڑھانے کے لیے جگہوں کی فراہمی لازمی قرار دی جائے۔

10- شہر کے لیے نکاسیٔ آب کا ماسٹر پلان قائم اور نافذ کیا جائے۔

11- سخت کنٹرول کے ساتھ ہاکر زون قائم کیے جائیں۔

(ث): ٹریفک سے متعلق دیگر مسائل

1- پیدل چلنے والوں کی سلامتی (فٹ پاتھ۔ پیدل چلنے والوں کے لیے اوورہیڈ برج، زیبرا کراسنگ راستے، شہری تعلیم) اور گاڑیوں سے متعلق سہولتوں کو بہتر بنایا جائے۔

2- فضائی آلودگی کو کم کیا جائے (سی این جی بسیں/رکشہ/ٹیکسی وغیرہ)۔

3- شور کی آلودگی کو کم کیا جائے (ہارن کا استعمال نہ کیا جائے۔ سائلنسر استعمال کیے جائیں۔ تمام بڑی سڑکیں رہائشی علاقوں سے دور بنائی جائیں)۔

4- پولیس افسران اور دیگر اہلکاروں کے معاوضے کو بڑھایا جائے۔

کراچی ماس ٹرانزٹ سیل قومی شاہراہ/شاہراہ فیصل پر ٹریفک کے تنگ راستے

ٹریفک پولیس ٹریفک سگنلوں کو وقفے وقفے سے بند کردیتی ہے جس کو باقاعدہ بنانے کی ضرورت ہے

1- داؤد چورنگی:
- شکستہ سڑکیں۔
- تجاوزات۔
- بسوں کا غیر قانونی رکنا۔
- بارش کے پانی کا جمع ہونا۔

2- لانڈھی/قائد آباد پر ریلوے برج
- ناقص دیکھ بھال۔
- پل پر ڈھیلے توسیعی جوڑ۔
- اسٹریٹ لائٹوں کا کام نہ کرنا۔
- عکس ڈالنے والے آلات کی غیر موجودگی۔

3- پل اور قائداعظم جنکشن کا درمیانی حصہ
- پرانے ڈی سی آفس/ریونیو آفس کے قریب ابھرتا ہوا سیوریج کا پانی۔
- عارضی ناجائز قبضہ۔
- غیر قانونی بس اسٹینڈ۔

4- قائد آباد
- ملاجلا ٹریفک/ہر طرف سے سڑک پار کرنے والے۔
- ناہموار/شکستہ سڑکیں۔
- تجاوزات (عارضی اور مستقل)۔
- ملبہ اور تعمیراتی سامان۔
- ٹریفک قوانین کا ناقص نفاذ۔
- بے قاعدہ اور غیر منظم پارکنگ۔
- بارش کے پانی کا جمع ہونا۔
- بسم اللہ ڈپو، المدینہ ہوٹل، پرانے ڈی سی آفس اور حامد ہسپتال پر غیر قانونی بس اسٹینڈ۔

5- قومی شاہراہ پر سویڈش پاک انسٹی ٹیوٹ
- سڑکوں کے گڑھوں کی نامناسب بھرائی۔
- بارش کے پانی کا جمع ہونا۔
- ہر جگہ سے سڑک پار کرنے والے افراد۔

6- ملیر-15/ملیر سٹی
- دوراہے پر غیر قانونی ٹیکسی اسٹینڈ۔
- تجاوزات (عارضی۔ مستقل) پتھارے، گیراج، ورکشاپ۔
- بلا اجازت بس اسٹاپ۔
- ریلوے پھاٹک کے بند ہونے کی وجہ سے ٹریفک سے ٹپکنے والا تیل۔
- ٹریفک سگنلوں کا نامناسب کام۔
- ناہموار شکستہ سڑکیں۔
- بارش کے پانے کا جمع ہونا۔
- ملاجلا ٹریفک اور ہر طرف سے سڑک پار کرنے والے۔
- ٹریفک کے قواعد وضوابط کا ناقص نفاذ۔

7- کالا بورڈ
- نہال ہسپتال کے قریب بے قاعدہ اور بے ضابطہ پارکنگ اور غیر قانونی اسٹینڈ (رکشہ اور ٹیکسی)۔
- چھ نشستوں والے مقامی رکشہ اسٹینڈ کی موجودگی۔
- ٹریفک میں حارج کنکریٹ کی قد آور یادگار۔
- بغلی سڑک پر بس اسٹاپ کا نامناسب مقام۔
- جمع ہونے والا بارش کا پانی۔

8- ملیر ہالٹ
- کے سی آر کا ریلوے پھاٹک (سڑک کی غیر ہموار سطح ٹریفک میں رکاوٹ ڈالتی ہے)۔
- جناح روڈ سائڈ پر غیر قانونی بس اسٹاپ۔
- ہفتہ بچت بازار (ہفتے کے دن ٹریفک مسائل پیدا کرتا ہے)۔

9- وائرلیس گیٹ/جناح ٹرمینل خروج
- ٹریفک کی غلط حرکت (جناح ٹرمینل سے گرین ٹاؤن کی جانب)۔
- تجاوزات (عارضی/مستقل پتھارے، گیراج، ورکشاپ۔
- دیوار کی دوسری طرف ایل جی پی اسٹیشن کے باعث غیر قانونی پارکنگ۔

10- اسٹار گیٹ
- کالٹکس پیٹرول پمپ پر آمدورفت کا مسئلہ۔
- سی این جی اسٹیشن پر ناکافی گنجائش کے باعث کاروں سے تیل کا ٹپکنا۔

11- ناتھا خان گوٹھ
- پی آئی اے کالونی کے ساتھ ساتھ بارش کے پانی کا جمع ہونا۔
- دونوں اطراف بس اسٹاپ پر دوہری اور تہری پارکنگ۔
- ٹریفک ضابطے کے نفاذ کا فقدان۔

12- ڈرگ روڈ اسٹیشن/پل
- اوور ہیڈ برج کی نامناسب جگہ۔
- اسٹیشن پر ٹیکسیوں کی دوہری/تہری پارکنگ۔
- برج ریمپ پر غیر قانونی بس اسٹاپ۔
- ریلوے کراسنگ پر ناہموار سطح۔
- راشد منہاس روڈ سے بائیں جانب کے راستے پر ٹریفک کا نامناسب ملاپ۔

13- کارساز فلائی اوور
- پیٹرول پمپ کی جانب سے نامناسب یوٹرننگ اور ٹریفک کا ملاپ۔

14- عوامی مرکز
- ہر طرف سے پیدل سڑک پار کرنے والے۔
- مین روڈ پر غیر قانونی پارکنگ۔
- دونوں اطراف بس اسٹاپ پر کھوکھے۔

15- شہید ملت پل
- کنارے/مختلف سمتوں میں جانے والی گلیوں کے بغیر ریمپز پر نامناسب داخلہ اور اخراج۔

> **شاہراہ فیصل پر ٹریفک کے اجتماع کی بڑی وجہ سڑک کی ناکافی چوڑائی ضرورت سے زیادہ بھرپور روانی اور لین کا غیرمتوازن ہونا**

- ریمپ کے بالکل نچلے مقام پر پیٹرول پمپ کا داخلی راستہ۔

16- لال کوٹھی سے نرسری تک

- مین روڈ پر غیر قانونی اسکول کا رپارکنگ۔
- سروس روڈ کی ناگفتہ بہ حالت اور اس کا بند ہونا۔

17- ایف ٹی سی فلائی اوور

(i) مبارک شہید روڈ کے ساتھ والا حصہ۔

- سیوریج کا پانی، شکستہ سڑکیں گڑھے وغیرہ۔

(ii) بائیں جانب کا تنگ راستہ۔

- بائیں جانب کا تنگ راستہ۔
- ناقص انتظامی نظام کی وجہ سے لبالب سیوریج کا پانی۔
- ایف ٹی سی کی وجہ سے سروس روڈ پر ناجائز قبضہ۔

(iii) شاہراہ فیصل پر ریمپ کا جھکاؤ

- بس اسٹاپ کے نامناسب مقام کے باعث رکاوٹ۔
- سیوریج کی وجہ سے پانی کا جمع ہونا۔
- پشتے کے ملاپ پر ناکافی گولائی۔

(iv) ایف ٹی سی بلڈنگ میں آمد ورفت کے گیٹ

- ناقص انتظامی نظام کے باعث لبالب سیوریج کا پانی۔

18- ایف ٹی سی سے میٹروپول ہوٹل تک

- شاہراہ فیصل کے اس حصے پر ٹریفک کے اجتماع کی بڑی وجہ سڑک کی ناکافی چوڑائی۔ ضرورت سے زیادہ بھرپور روانی اور لین کا غیر متوازن ہونا۔

19- سی بریز پلازہ

- موڑ پر ناکافی گولائی۔

20- رفیق شہید روڈ انٹرسیکشن

(i) ریجنٹ پلازہ۔

- لبالب سیوریج کے پانی کے باعث ایک لین کی چوڑائی کا غیر موثر ہونا۔
- گڑھوں کی موجودگی۔
- ٹریفک کی بہت اونچی سطح استطاعت کا شدید مسئلہ پیدا کرتی ہے۔

21- میٹروپول ون اے

- آواری ہوٹل کی جانب سروس روڈ پر اقلیدسی طریقے کا مسئلہ۔

22- پی آئی ڈی سی چوراہا

- ہر جگہ سے پیدل چلنے والوں کا سڑک پار کرنا۔
- سیکیورٹی چیک کے باعث شیرٹن اور پرل کانٹی نینٹل کے گیٹ پر گاڑیوں سے تیل کا ٹپکنا۔
- پرل کانٹی نینٹل کی جانب سے دہری پارکنگ۔

(نوٹ):

ٹریفک پولیس ٹریفک سگنلوں کو وقفے وقفے سے بند کردیتی ہے جس کو باقاعدہ بنانے کی ضرورت ہے۔ مائیکرو پروسیسر بیسڈ ٹریفک کنٹرولر ٹریفک کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں (یہ کام فیلکسی لنک کے ذریعے ہوگا) ٹریفک پولیس کی جانب سے کسی شکایت کے ہونے کی صورت میں مذکورہ شکایت فوری اصلاح کے لیے متعلقہ شعبے تک پہنچائی جائے گی۔ اس فیلکسی نظام کے لیے مرتب کردہ دیکھ بھال کے دستورالعمل بہت ٹھوس اور چست ہے اور کنٹریکٹر کو بڑی اور چھوٹی خرابیوں کو مقررہ وقت میں درست کرنے کے لیے پابند بناتا ہے اگر کنٹریکٹر حکم کی بجا آوری میں ناکام رہے تو دیکھ بھال کے دستورالعمل / معاہدے میں دی گئی جرمانے کے دفعہ/شرط کو منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

⊛⊛⊛

عجائباتِ کراچی کی دریافت

ہمارا طیارہ اترنے کے لیے تیار تھا اور میری آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے اپنی کھڑکی سے باہر دیکھنے کی کوشش کی۔ خوشی سے میرے دل کی دھڑکن بہت تیز ہوگئی۔ کبھی مجھے کراچی کی روشنیوں کی ایک جھلک دکھائی دی۔ یہ ایک بہت خوبصورت اور عجیب منظر تھا۔ کچھ ایسا محسوس ہوا جیسے تارے زمین پر آئے ہوں۔ آسمان کی کہکشاں کی مانند شہری روشنیاں حدِ نظر تک جھلملا رہی تھیں۔

سات برس کے بعد یہ میرے شہر کا پہلا نظارہ تھا۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ ''یہ ہے کراچی۔ روشنی کا شہر'' گھر پہنچتے پہنچتے یہ خیال حقیقی ثابت ہو چکا تھا۔

میں نے طیارے سے جیسے ہی قدم باہر نکالا نرم ولطیف ہوا کے جھونکوں نے میرے چہرے کو چھولیا۔ آگے بڑھتے ہوئے ہم اِدھر اُدھر کراچی اور پاکستان کے مشہور جناح ٹرمینل کے عجوبات دیکھتے رہے جو بہت شاندار تھا۔ آخر کار ہم ایک نئی میٹرو میں سوار ہوئے اور آہستہ آہستہ ہم ایئرپورٹ کے ماحول سے باہر نکلے اور شاہراہ فیصل پر سفر کرنا شروع کیا۔ جو شہر کی ایک مشہور شاہراہ ہے۔ میں آدھی رات کو ٹریفک کا ہجوم دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے میں میامی میں کھڑا ہوں۔

راستے میں، میں نے کھڑکی سے اپنا سر باہر نکالا تاکہ کراچی میں فلیٹوں کے جنگل کا نظارہ کرسکوں۔ وہ تاحدِ نظر پھیلے ہوئے تھے۔ راستے میں مشہور پی اے ایف میوزیم، درجنوں کے ایف سی ریستوران، کارشوروم اور ہزار ہا دکانیں بھی آئیں۔ اسی سڑک پر میں نے کراچی کا سب سے تجارتی علاقہ بھی دیکھا۔ ہم نے بھٹو کا تعمیر کردہ تین تلوار کا چوراہا دیکھا جہاں حسین فوارے چل رہے تھے۔ کراچی کا سو برس کا قدیم کلاک ٹاور، آئی آئی چندریگر روڈ پر حبیب بینک پلازہ اور ایم سی بی ٹاور بھی دیکھے جو واقعی پاکستان میں آسمان کو چھولینے والی اونچی عمارتیں ہیں۔ پھر ہم دائیں جانب نیٹی جیٹی کے پل پر پہنچ گئے۔ اس کی شکل وصورت سانپ کی سی ہے یہاں سے ڈیک نظر آئے جہاں بحری جہازوں پر سامان لادا جارہا تھا۔ آخر میں ہم اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

اگلے روز ہم طارق روڈ اور کراچی کے سوک سینٹر، ایکسپو سینٹر، کارساز نیول میوزیم نیشنل اسٹیڈیم اور پرانی مشہور الفنسٹن اسٹریٹ اور زینب مارکیٹ گئے۔

آخر میں تو یوں محسوس ہورہا تھا کہ پورا پاکستان کراچی میں موجود ہے ہر کمیونٹی، زبان، عمارات، گاڑیاں، مذاہب اور ثقافت۔ میرے اپنے شہر میں۔ کراچی روشنیوں کا شہر۔

معاشرتی ذمہ داری

فرحان انور

فرحان انور مختلف قانونی اور ادارہ جاتی فریم ورک میں کارپوریٹ سماجی ذمہ داری کے تصور اور عمل کی وضاحت کرتے ہیں۔

کارپوریٹ نظام: باضمیر نفع خوری

پبلک اور پرائیویٹ حاکمیت کے اداروں کا قیام لازمی ہے جو شہریوں کی فلاح و بہبود میں دیرپا بہتری کے لیے بنیادی کام کریں

کارپوریٹ ذمہ داری (سی ایس آر) کا تصور دنیا بھر میں مقبول رہا ہے عام طور پر سی ایس آر کا ملتی جلتی رسائی مثلاً کارپوریٹ پائیداری، کارپوریٹ پائیدار ترقی، کارپوریٹ ذمہ داری اور کارپوریٹ شہریت میں دل مل جاتا ہے اور دیکھا جائے تو اس کی کوئی معیاری تعریف یا ایک مکمل تسلیم شدہ خصوصی کسوٹی نہیں ہے۔

اگرچہ کہ سی ایس آر کسی ایک عالمی تعریف کا حامل نہیں ہے لیکن کچھ لوگ اسے نجی شعبے کا اپنی سرگرمیوں کی معاشی، سماجی اور ماحولیاتی اہمیت کو مکمل کرنے اور اس دوران متعلقہ افوراد کی توقعات کو پورا کرنے کا ایک طریقہ سمجھتے ہیں۔

کارپوریٹ ڈھانچوں اور اعمال میں رچ بس جانے کے علاوہ سی ایس آر عام طور پر سماجی اور ماحولیاتی چیلنجوں کا اختراعی اور عملی حل تخلیق کرنے میں مصروف رہنے کے ساتھ سی ایس آر کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے اندرونی اور بیرونی اسٹیک ہولڈرون کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔

سی ایس آر کا نفاذ عامطور پر ان فرموں پر ہوتا ہے جو اندرون ملک اور عالمی معیشت میں کام کرتی ہیں۔ جس طریقے پر کاروبار حصہ داروں، ملازمین، خریداروں، سپلائرز، حکومتوں، غیر سرکاری تنظیموں، بین الاقوامی اداروں اور دیگر افراد کو شامل کرتا ہے عام طور پر وہی تصور کا بنیادی عنصر ہوتا ہے۔ کاروبار سماجی، ماحولیاتی، معاشی مقاصد پر قوانین اور قواعد وضوابط کی تعمیل کرتے ہوئے سی ایس آر کی کارکردگی کی سرکاری سطح مقرر کرتا ہے۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ سی ایس آر نجی شعبے کے وعدوں اور سرگرمیوں کو اس حد تک لے جاتا ہے کہ وہ قوانین کی تعمیل کی بنیاد سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ سی ایس آر ایک کمپنی کے ناخوشگوار رویئے کے نتائج کو درست کرنے کے لیے اپنی وسعت کے اندر اس کی ذمہ داری کو بھی شامل کرسکتا ہے۔ مثلاً کمپنی اپنی وجہ سے پیدا ہونے والی آلودگی کو صاف کرسکتی ہے یا اپنے غیر ذمہ دارانہ کاروباری طرز عمل سے متاثر ہونے والوں کو معاوضہ ادا کرسکتی ہے۔

سی ایس آر کے وعدے اور سرگرمیاں ایک فرم کے رویئے (بشمول اس کی پالیسیوں اور عملی اقدامات) کے پہلوؤں مثلاً صحت اور سلامتی، ماحولیاتی تحفظ، حقوق انسانی، انسانی زرائع کے انتظامی طور طریقے، کارپوریٹ حاکمیت، کمیونٹی کی ترقی، صارفین کا تحفظ، مزدور کا تحفظ، سپلائرز تعلقات، کاروباری اخلاقیات اور متعلقہ افراد کے حقوق جیسے اہم عناصر کے احترام سے متعلق ہوتی ہیں۔ کارپوریشن متعلقہ افراد کو اپنی فیصلہ سازی میں شامل کرنے اور معاشرتی چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے متحرک کرتی ہیں کیونکہ آج

کے اسٹیک ہولڈر ماحول اور معاشرے پر کارپوریٹ فیصلوں کے اثرات و اہمیت سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اسٹیک ہولڈر کارپوریشنوں کو سزا یا جزا دے سکتے ہیں۔ کارپوریشنوں کو بزنس کیس کے ردِعمل میں اپنے کارپوریٹ رویئے کو تبدیل کرنے کے لیے متحرک کیا جاسکتا ہے جو ایک امکانی عمدہ نتائج کی توقع کی سی ایس آر کی رسائی ہے۔

روایتی طور پر ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سی ایس آر کی تعریف انسان دوست ماڈل کے معنوں میں زیادہ کی جاتی ہے۔ کمپنیاں کسی رکاوٹ کے بغیر منافع کماتی ہیں۔ لیکن ذمہ داری سے ٹیکس ادا کرتی ہیں۔ پھر وہ اپنے منافع کا مخصوص حصہ امدادی مقاصد کے لیے فراہم کرتی ہیں۔ ان کا یہ عمل کمپنی کے عیب کے ازالے کے طور پر لیا جاتا ہے کہ وہ کچھ دے کر کچھ فائدہ اٹھاتی ہیں۔ یورپی ماڈل، سماجی طور پر ایک ذمہ دارانہ طریقے میں کاروبار چلانے پر مرکوز اس طرح ٹھوس کاروباری معاملاتی اسباب کے لیے کمیونٹیوں میں سرمایہ کاری کر کے تقویت فراہم کی جاتی ہے۔

لیکن یہ ادراک کرنا ضروری ہے کہ سب کچھ کہنے اور کرنے کے بعد بھی سی ایس آر اب بھی ایک رضا کارانہ تصور اور عمل ہے۔ عالمی سطح پر سی ایس آر کے مسئلے کو خصوصی طور پر حل کرنے کے لیے کسی قسم کے قوانین/قواعد وضوابط کی غیر موجودگی میں کمپنیاں کارپوریٹ سماجی ذمہ داریاں اور سماجی و ماحولیاتی کارکردگی کو اپنے کاروبار کے ایک حصے کی حیثیت سے آگے بڑھانے میں دلچسپی رکھتی ہیں جس کے لیے انہوں نے متنوع اقسام کے زرائع اور اسباب پیدا کیے ہیں۔ یہ زرائع اسباب اور وسائل، مقاصد، وسعت، لاگت اور سطحِ اسلوب، شراکت، متعلقہ فریقوں کی شمولیت کی حد اور بہت سی دیگر خصوصیات کے معنوں میں بہت وسیع و متنوع ہیں۔ ان اسباب، وسائل اور زرائع کا اطلاق کارپوریٹ طریقِ عمل کے نفاذ، پلاننگ، چیکنگ اور بہتری کے ایک یا ایک سے زیادہ پہلوؤں پر ہوسکتا ہے۔

کاروبار ان اسباب و زرائع کو استعمال کرنے کے طریقوں کے انتخاب کا اختیار رکھتے ہیں۔ مثلاً کمپنیاں دوسروں کے تیار کردہ زرائع و اسباب کو استعمال کرسکتے ہیں یا وہ اپنے زرائع و اسباب آزادانہ طور پر یا دیگر متعلقہ فریقوں کے اشتراک سے متاثر کرسکتے ہیں۔ یہ اسباب و زرائع مقامی اور بین الاقوامی سطح پر سرگرمیٔ عمل کے عکاس ہونے کے ساتھ ساتھ پبلک اور پرائیویٹ سیکٹرز کا آغاز ہوتے ہیں۔ کچھ واقعات میں زرائع و اسباب سی ایس آر کے ایک عنصر پر مذکور ہوسکتے ہیں جیسے ماحولیاتی تحفظ اور دوسروں مثلاً عالمی رپورٹنگ زیادہ جامع ہوسکتے ہیں۔

سی ایس آر تقاضا: ایک بڑھتا ہوا چیلنج

سی ایس آر کے ضمن میں مائل سرگرم ہونے کے لیے پرائیویٹ اور پبلک سیکٹروں پر توجہ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ انہیں یہ چیلنج صارفین حصہ داروں، غیر سرکاری تنظیموں، بین الاقوامی اداروں اور متعلقہ فریقوں کی جانب سے لاحق ہے۔ فریقین کارپوریشنوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مقامی اور بین الاقوامی سطح پر سماجی طور پر ذمہ دار کاروباری رویئے اپنائیں۔

چیلنج اور تقاضے عموماً سی ایس آر کے ایک یا زیادہ عناصر مثلاً ماحولیاتی تحفظ، صحت اور سلامتی، کارپوریٹ حاکمیت، انسانی زرائع کی انتظامی پریکٹس، انسانی حقوق، کمیونٹی ڈیویلپمنٹ اور تحفظ صارفین پر مرکوز ہوتے ہیں۔ پابند کرنے والے قوانین کی غیر موجودگی میں کاروبار سے عموماً رضا کارانہ عمل کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ذمہ دار رویئے اور مقامی اور بین الاقوامی سیاق و سباق میں سماجی اور ماحولیاتی مسائل کے لیے موثر ردِعمل کا مظاہرہ کرے۔ حکومتوں سے بھی کارپوریٹ لیڈرشپ کو تقویت دینے اور دیگر پالیسی اسباب و زرائع مثلاً سی ایس آر کی حوصلہ افزائی کے لیے معاشی اور دیگر تنظیمی زرائع کے نفاذ کے تقاضے ہوسکتے ہیں۔

سماجی طور پر ذمہ دار کارپوریٹ عمل کے لیے تقاضوں کی نوعیت گوناگوں ہے۔ مثلاً شفاف پن اور اطلاعات و معلومات کے اظہار کے تقاضے یا کاروبار سے ان کا اندرونی انتظامی لائحہ عمل مثلاً انسانی زرائع کے انتظامی تقاضے۔ کچھ کا رخ بقیہ کمیونٹی اور سماج (مثلاً انسانی حقوق، صارفین اور سپلائرز کے تعلقات) کے ساتھ ایک کاروبار کے باہمی عمل کے طریقوں اور راستوں کی جانب ہوسکتا ہے۔

ایک کمزور دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے سی ایس آر کی توضیح اور عملی مشق سے عالمگیریت اور آزاد تجارت کے ملٹی نیشنل انٹرپرائزر (ایم این ایز) کے طاقت کے اضافے کا باعث بنے ہیں۔ مثلاً عالمی تجارتی تنظیم (ڈبلیو ٹی او) میں تجارتی معاہدوں اور علاقائی یا دوطرفہ تجارت اور سرمایہ کاری کے معاہدوں کے نتیجے میں ایک بین الاقوامی سطح پر ایم این ایز کے دنیا بھر میں تجارت اور سرمایہ کاری کے لیے حقوق کو بہت زیادہ تحفظ حاصل ہوا ہے۔ دوسری طرف حقوقِ انسانی، کارکنوں کے حقوق اور ماحولیات سے متعلق ایم این ایز کی ذمہ داریوں کے ایک بین الاقوامی دائرہ کار کی ترقی اور نشوونما اب بھی کمزور ہے۔ خصوصی طور پر عالمی تجارت میں ایم این ایز کے لیے سی ایس آر کے معیارات کو یقینی بنانے کے لیے بین الاقوامی لائحہ عمل ناپید ہے۔ سی آر ایس ایک ایسا تصور ہے جس کے لیے اب بھی ایک ہم خیال یک رنگی توضیح کی تلاش جاری ہے اور جو ایک مضبوط دائرہ کار سے محروم ہے۔

ادارہ عالمی تجارت (ڈبلیو ٹی او) میں سی۔ ایس۔ آر

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ ڈبلیو ٹی او میں سی ایس آر کے معیارات پر متفق ہونا ایک حساس مسئلہ ہے۔ ڈبلیو ٹی او ایک بین الاقوامی فورم ہے جہاں تجارتی معاہدے طے ہوتے ہیں اور یہ کارپوریشنوں کی بجائے حکومتوں کے طرزِ عمل کو باقاعدہ بناتا ہے۔ ڈبلیو ٹی او کا عدم تفریق کا اصول حقیقتاً سی ایس آر کے طریقہ کار سے متصادم ہے جن کا مقصد سماجی اور ماحولیاتی معیارات پر عمل کرنے اور نہ کرنے والی کارپوریشنوں کے درمیان امتیاز کرنا ہے۔

اقوامِ متحدہ کی سطح پر سی ایس آر

اقوامِ متحدہ کے اندر انسانی حقوق (اقوامِ متحدہ کا معیار) سے متعلق بین الاقوامی کارپوریشنوں اور دیگر بزنس انٹرپرائز کی ذمہ داریوں کے معیار انسانی حقوق کے کمیشن کے اندر طے ہوئے ہیں۔ ان میں کارپوریٹ احتساب کے لیے رہنما بین الاقوامی دائرہ کار بننے کی صلاحیت موجود ہے پھر بھی اقوامِ متحدہ کے معیارات اپنی موجودہ شکل میں رسمی طور پر اختیار نہیں کیے گئے۔

'کمیشن' نے ایک خصوصی نمائندہ مقرر کیا ہے۔ جو متعلقہ مسائل کے بارے میں

تحقیق کرے گا۔ یہ تحقیقی مطالعہ کارپوریشنوں کی ذمہ داریوں کی وضاحت کرنے کے لیے ایک قابلِ قدر مدد فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اقوامِ متحدہ تمام بیوپاریوں کی عالمی سطح پر سرگرمِ عمل شرکت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو کہ ایک رضاکارانہ بین الاقوامی کارپوریٹ شہریت کا نیٹ ورک ہے اور جو عالمگیریت کے چیلنجوں کو پورا کرنے کے لیے ذمہ دار کارپوریٹ شہریت اور عالمی سماجی اور ماحولیاتی اصولوں کو فروغ دینے والے دیگر سماجی کرداروں اور نجی شعبے کی شرکت کی تائید کے لیے شروع کیا گیا ہے۔

ادارہ برائے معاشی تعاون وترقی کی سطح پر سی ایس آر

سی ایس آر ایشوز پر سرگرم ایک اور بین الاقوامی فورم ادارہ معاشی تعاون وترقی (او ای سی ڈی) ہے جنگِ عظیم دوم کے بعد یورپ کی از سرِنو تعمیر کے لیے امریکی اور کنیڈین امداد کے انتظام کی خاطر ادارہ برائے یورپی معاشی تعاون (او ای ای سی) کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ 1961ء میں او ای ای سی ادارہ برائے معاشی تعاون اور ترقی نے (او ای سی ڈی) کی شکل اختیار کی۔

اس کے 30 رکن ریاستیں دنیا کی دو تہائی اشیاء اور خدمات فراہم کرتی ہیں اور ان کا جمہوریت اور مارکیٹ معیشت کے لیے ایک مشترکہ عہد ہے۔ او سی ڈی معیشت اور سماجی امور سمیت وسیع معیشت، تجارت، ترقی تعلیم سائنس اور اختراع کا احاطہ کرتا ہے (ملٹی نیشنل انٹرپرائزز) کثیر القومی کاروبار کے لیے او ای سی ڈی کے رہنما خطوط جو رضاکارانہ اصولوں اور معیارات پر مشتمل ہیں۔ انہیں حکومتوں نے اختیار کیا ہے۔ جس کے لیے کثیر القومی کاروبار او ای سی ڈی کے رکن ممالک میں سرگرمِ عمل ہیں اور ای سی ڈی کی حد میں سی ایس آر ایشوز کی مشق اور مفاہمت کی توضیح کرتے ہیں۔

رضاکارانہ سطح پر سی ایس آر

رضاکارانہ سطح پر کارپوریشنوں کے کاروباری شراکت داروں اور سپلائرز کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان کی سماجی اور ماحولیاتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے متعدد افراد نظر آتے ہیں۔ اگرچہ کہ کچھ اقدامات نے قابلِ قدر ترقی کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن اس کا اثر دنیا بھر میں تجارتی بہاؤ کے مقابلے میں بہت محدود ہے اس پیش قدمی کے ساتھ مانیٹرنگ اسکیموں کا معتبر اور جائز ہونے کا معاملہ ایک مسئلہ ہے۔ معتبریت کو بڑھانے کے لیے ٹریڈ یونینوں اور این جی اوز کو شامل کرنا مفید ہوگا۔

ایسے نام نہاد ایک سے زیادہ فریقین کی پیش قدمی کی ایک اچھی مثال برطانوی ایتھیکل ٹریڈنگ انیشیٹو (ای ٹی آئی) ہے۔ ای ٹی آئی کمپنیوں، این جی اوز اور ٹریڈنگ یونین تنظیموں کا ایک اتحاد ہے جو صورتحال کی بہتری کو فروغ دیتا ہے۔ ای ٹی آئی کو سماجی آڈیٹنگ کی حدود کا شدت سے علم ہے۔ اس لیے اسے سپلائرز کی تعلیم وتربیت صلاحیت کی تعمیر اور کارکن کی تعلیم پر زور دینے والے متبادل ماڈلوں کی تلاش ہے۔

ملٹی نیشنل انٹرپرائزز کے لیے او ای سی ڈی رہنما خطوط:

شراکتی رسائی کے ذریعے بہتر سی ایس آر کے لیے معیارات مقرر کرنا:

او ای سی ڈی کی سطح پر ایک دلچسپ آغاز کیا گیا تاکہ ملٹی نیشنل انٹرپرائزز کے لیے ایک جامع رہنما خطوط بنائے جو سی ایس آر کے اہم اصولوں کی حمایت میں مددگار ہوں اور رہنما خطوط کے رضاکارانہ اور آزادانہ نفاذ کے لیے ایک احاطہ کار قائم کرے۔ یہ عمل اور حاصل رہنما خطوط اور ان کے نفاذ کا طریقہ کار ایک شراکتی عمل ہے۔ رہنما خطوط متعلقہ حکومتوں، کاروبار، ٹریڈ یونینوں اور این جی اوز کے درمیان گفتگو کے ذریعے طے پانے والی دستاویز کی نمائندگی کرتے ہیں چنانچہ یہ عمل دیگر فورم میں ایسے مزید اقدامات پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت اور موثر نفاذ میں درپیش مسائل کے تفصیلی جائزے کی روئیداد ہے۔ اس میں دیگر رضاکارانہ ذرائع اور طریقہ کار کے ذریعے کہیں اور بھی سی ایس آر کے نفاذ کی کوششوں میں بہت سی مماثلت پائی جاتی ہیں۔

ملٹی نیشنل انٹرپرائز کے لیے او ای سی ڈی رہنما خطوط کا اجرا 1970ء کے عشرے میں ہوا۔ یہ وہ عشرہ تھا جب بین الاقوامی اداروں کے درمیان کارپوریشنوں کی سرگرمیاں موضوع بحث تھیں۔ اکثر ترقی پذیر ممالک پر کارپوریشنوں کے منفی اثر کو بہت زیادہ توجہ دی گئی اور کمپنیوں کی نقصان دہ سرگرمیوں کو ان ممالک میں جہاں وہ قائم تھیں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ کاروبار کو قانونی طور پر باقاعدہ بنانے کا مطالبہ کیا گیا اور او ای سی ڈی جیسے بین الاقوامی اداروں نے ان کے طرزِ عمل کو کنٹرول کرنے کے لیے بین الاقوامی رہنما خطوط تیار کیے۔

رہنما خطوط 21 جون 1976ء کو اختیار کیے گئے۔ یہ آزادانہ سفارشات کی نمائندگی کرتے تھے۔ جن کو حکومتوں نے ممالک کے اندر یا حمایتی ممالک سے کام کرنے والے ملٹی نیشنل انٹرپرائزز سے منسوب کیا۔ رہنما خطوط کی حمایت او ای سی ڈی کے 30 شریک ممالک اور 8 غیر رکن ممالک نے کی۔ انہوں نے مندرجہ ذیل ایریا میں ذمہ دار کاروبار کرنے کے لیے اختیاری اصول اور معیارات مہیا کیے۔

- اطلاعات کی تشہیر
- روزگار اور صنعتی تعلقات
- ماحول
- رشوت ستانی کا مقابلہ
- سائنس اور ٹیکنالوجی
- تقابل اور محصول کی ادائیگی

دراصل رہنما خطوط کا اطلاق صرف او ای سی ڈی ممالک کے اندر کام کرنے والی کمپنیوں پر ہوتا ہے لیکن 2000ء میں ہونے والے تازہ ترین جائزے میں ان کی دسترس بڑھا دی گئی تاکہ او ای سی ڈی رکن ممالک کے اندر یا باہر سے کام کرنے والی کمپنیوں کو شامل کیا جا سکے۔ تازہ ترین جائزے میں رسدی زنجیر کی ذمہ داریوں کو بھی شامل کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کمپنیاں کاروبار کرنے کے لیے ذیلی ٹھیکیداروں سمیت کاروباری شراکت داروں کی حوصلہ افزائی کچھ اس انداز میں کریں کہ وہ رہنما خطوط سے ہم آہنگ ہو۔

رہنما خطوط ممالک پر قومی رابطہ نکات (این سی پی) طے کرنے کی واحد پابندی عائد کرتے ہیں۔ جس کی بنیادی ذمہ داری رہنما خطوط کے نتائج پر نگاہ رکھنے کو یقینی بنانا ہے۔ این سی پی رہنما خطوط کے تجربات پر اطلاعات جمع کرتا ہے ان کو فروغ دیتا ہے۔ اٹھنے والے سوالات سے نمٹتا ہے۔ رہنما خطوط سے متعلق معاملات پر بحث کرتا ہے اور رہنما خطوط کے احاطہ کردہ معاملات میں اٹھنے والے مسائل کو

(باقی صفحہ 22 پر ملاحظہ فرمائیں)

CHRONOLOGY OF WEBB GROUND (PLOT # 148/1, TUNISIA LINES)
"MAKRO-HABIB"
Jamshed Town, UC 8
Area: 4.958 acre (24, 000 sq.yds.) (360' x 600') Population 2.5 lakhs

DATE	EVENT	COMMENT
Circa 1975	Lines Area Rehabilitation Project (LARP), Scheme # 35 (Gulshan-e-Zahoor) was conceived by KDA	• 191.73 acres of Karachi Cantonment Land was transferred by MEO to LARP • Webb Ground was absorbed into LARP in Block 7 of Sch.35 • Approximately 200 acres of land to be handed over to LARP.
12-08-76	Min. of Defence letter # 18/170/L/AD/(A)/Mlec/72	• Lists all the areas retained by the Min. of Defence from the land transferred to LARP • Webb Ground (148/1) does not figure in this list. • Therefore, is clearly indicated that Webb Ground (148/1) stands transferred to LARP. • Land is not transferred to Govt of Sindh, being an institutional area.
30-08-76	Works Division letter to Min. Of Defence.	• Rs. 30 crores paid for 200 acres
16-02-82	Letter # K-24/45/153/148/105 from MEO containing details of land handed over to LARP.	• Land handed over includes 148 & 153
Circa 1982	Lease Of Karachi Grammar School allegedly cancelled by MEO	• KGS was using the Webb ground as a playground
Circa 1990	Part plan of Karachi Cantonment by MEO shows the plot as Grammar School Playground	
27-05-91	LARP letter to MEO clarifying the ownership Grammar School Ground	
21-10-02	With the sanction of President of Pakistan, the property reclassified from A-2 to B-4, vide letter # 35/79/Lands/2002-G/2186-A/D-12/ML&C/02	• Sanction valid only for 6 months
16-12-02	Development charges of Rs. 30 lakhs (@ Rs. 125/sq yds) paid by AWT to Karachi Cantonment Board	
19-12-02	Commercialized by Min. Of Defence, and leased out to AWT for 90 years @ Rs. 8.31/sq yds	• Lease was done under Sec. 280 of the Cantt. Act of 1924 (para 16 of the lease deed dated 31/07/06 • Lease granted on terms of Schedule X of the CLA Rules 1937
Dec '02	Rangers are posted	
15-01-03	Nazim Jamshed Town, Arif Ajakia's letter to AWT stating that the land belongs to MEO	
16-01-03 13-10-03	Extract from the GLR Letter from Station Commander to City Nazim	• Land classification is B-3 • Grammar School Ground is excluded from LARP, being an educational institutional area. • Land was A-1.
31-07-06	Sub-lease by AWT for 30 years to Makro-Habib @ 1% of the annual turnover with a minimum of 17.5 million per anum with 100 million as advance rent	
Nov.'06	Construction work for Makro-Habib begins	
01-12-06	City Nazim's letter to AWT regarding handing over of 148 & 153 to LARP	
08-02-07 09-02-07	Shehri-CBE's letter to concerned Government agencies and Makro-Habib	
17-02-07	Project Director LARP's letter	
27-02-07	Shehri-CBE's letter to concerned Government agencies and Makro-Habib	
06-05-07	Makro Ad in Daily Dawn & Jang, advertising for vacancies	• Each outlet to have 200 employees • AWT & Makro Vs. Shehri, Amber Alibhai & Cowasjee • No restraining order is granted.
09-07-07 13-07-07	Shehri-CBE's letter to concerned Government agencies and Makro-Habib	
16-07-07	Suit 926/07	
06-08-07 14-08-07	Area residents' complaint Soft Opening of the store	• Construction is still far from complete. No sewerage drainage or link-up with KESC. • How did Makro occupy the premises without an occupancy certificate. • The purpose of soft-opening is to defeat the stay-order. • In the Suit # 927/07, it is stated that the opening of the store is due for the end of August. Why the rush?
22-08-07 26-08-07	Stay granted in CP # 1740/2007 Construction work in defiance of stay-order.	
27-08-07	Ad in Daily Dawn asking people to register themselves as customer	• Changing the status of their client base, thus again allegedly violating the stay-order.
30-08-07	Construction work in defiance of stay-order	
31-08-07	Area Residents complaint	

پلاٹ کی نوعیت میں غیر قانونی تبدیلی

شہر کے باسیوں کو اپنے گردو پیش کے بری طرح متاثر کرنے والے مسائل پر خدشات و تحفظات لاحق ہیں تو شہری کو اطلاع دیں۔ برائے مہربانی ہمیں اس بارے میں لکھیں۔ تصویر ساتھ میں ضرور بھیجیں تاکہ کوشش بہتر ہو، مسئلے کا حل نکالا جائے۔(ایڈیٹر)

گرد و پیش پر نگاہ

شہری رپورٹ

شہر کے باسیوں کو اپنے گردو پیش کے بری طرح متاثر کرنے والے مسائل پر خدشات و تحفظات لاحق ہیں تو شہری کو اطلاع دیں۔ برائے مہربانی ہمیں اس بارے میں لکھیں۔ تصویر ضرور بھیجیں تا کہ بہتر طور پر اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

غیر قانونی تعمیر

ہم آپ کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ ہم قطعی طور پر ایک رہائشی ہاؤسنگ سوسائٹی کے پلاٹ نمبر A-22، ڈی بی ایچ ایس، شبیر آباد۔ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔ ہمارے پڑوسی پلاٹ A-21 پر ایک مکان تعمیر کر رہے ہیں جو اتھارٹی کے منظور شدہ پلان کی مکمل خلاف ورزی ہے اور غیر قانونی بھی ہے۔ یہ بہت پریشان کن ہے اور ہماری خلوت باقی نہیں رہی ہے۔ کیونکہ غیر قانونی تعمیر نے ہمارے مکان کو مکمل طور پر چھپا دیا ہے۔

ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ متعلقہ اتھارٹی نے فیلڈ پر اس معاملے سے چشم پوشی کی ہے۔ حالانکہ وہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ تعمیراتی ڈھانچہ منظور شدہ پلان کی مکمل خلاف ورزی اور غیر قانونی ہے پھر بھی بلڈر کے لیے نرم گوشہ رکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

اس معاملے پر فوری اقدام کیا جائے۔ ہم احسان مند ہوں گے۔

زہرہ فخر الدین
پلاٹ نمبر A-22، ڈی بی ایس ایچ ایس، شبیر آباد۔ کراچی

زیڈ ایم سی پارک کی بہتری کے لیے اپنا ابتدائی جوش و خروش کھو چکی ہے

شہری منصوبہ بندی

شہری رپورٹ

سیّد امام احمد کا تصور سلیم الزماں صدیقی کے نام

جھیل پارک: یہاں قدرتی چشمے سے پانی آتا تھا

موجودہ جھیل پارک ایک نرسری، چار لان اور قدرتی جغرافیائی خصوصیات کی حامل دو جھیلیں ہیں

جھیل پارک کو 1994ء میں سلیم الزماں صدیقی پارک کا نیا نام دیا گیا۔ یہ جھیل پی ای سی ایچ ایس (پاکستان ایمپلائرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی) کے بلاک 2 اور 6 کے قریب واقع ہے اور یہ جگہ ایک ایمنٹی پلاٹ کی حیثیت سے مخصوص تھی۔ جس کی تصدیق اور توثیق 1959ء کے پی ای سی ایچ ایس کے ابتدائی ماسٹر پلان سے بھی ہوتی ہے۔ ماسٹر پلان میں جھیل پارک کا اصل رقبہ 16.90 ایکڑ (70,000 مربع گز) ہے۔ جبکہ پارک کا تقریباً 6.57 ایکڑ رقبہ زیرِ استعمال ہے۔ موجودہ جھیل پارک ایک نرسی، چار لان اور قدرتی جغرافیائی خصوصیات کی حامل دو جھیلیں ہیں۔

جھیل پارک کی تاریخ

پارک کا تصور پی ای سی ایچ سوسائٹی کے بانی سیدامام احمد کا تھا۔ انہوں نے 1957ء میں اسے ایک تفریحی سہولت کی حیثیت سے ترقی دی۔ ابتداء میں اسے ایک بنجر پہاڑی کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ سیدامام احمد نے خود ایک پلیٹ فارم کی تعمیر کی نگرانی کی یہ چبوترہ نماز پڑھنے کے لیے استعمال ہوا خاص طور پر رمضان میں یہاں تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ یہاں دو جھیلیں تھیں جن میں قدرتی چشمے سے پانی آتا تھا۔

1971ء میں کے ایم سی نے سوسائٹیوں کی دیکھ بھال اور ترقی اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس وقت سے آج تک پارک کی دیکھ بھال کی ذمہ داری کے ایم سی کے پاس ہے۔ 1973ء میں پی ای سی ایچ سوسائٹی کے ایڈمنسٹریٹر آر ایچ راجپر نے عوامی کنسٹرکشن کمپنی سے ایک معاہدہ کیا اور جھیل پارک کا 0.65 ایکڑ (2700 مربع گز) رقبہ اسے دے دیا۔ جس کا رخ علامہ اقبال روڈ کی جانب تھا۔ یہ اقدام بلڈنگ قوانین کے برخلاف تھا۔ کیونکہ ان قوانین کے تحت کوئی شخص عوامی سہولت کو کاروباری مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

1978ء میں کے ایم سی نے شرقی سمت میں چاردیواری کی تعمیر شروع کی تاکہ جھیل پارک کو ناجائز قبضے سے محفوظ رکھا جاسکے۔ عوامی کنسٹرکشن کمپنی نے چاردیواری کی تعمیر کے خلاف کے ایم سی پر ایک مقدمہ نمبر 918/78 ہائی کورٹ میں دائر کر دیا عدالت نے موجودہ صورتحال کو برقرار رکھنے کے لیے عوامی تعمیراتی کمپنی کے حق میں حکم جاری کیا۔ چنانچہ چاردیواری کی تعمیر روک دی گئی۔

1987ء میں کے ایم سی کو زونز میں تقسیم کر دیا گیا اور جھیل پارک ہارٹیکلچر زیڈ ایم سی (زونل میونسپل کمیٹی) شرقی کے دائرہ

اختیار میں آ گیا۔ اپریل 1989ء میں عوامی کنسٹرکشن کمپنی نے ایک کمرہ تعمیر کر کے متنازعہ پلاٹ پر تعمیرات کا آغاز کر دیا۔ جسے بعد میں کے ایم سی نے منہدم کر دیا۔

1991ء میں اسی پلاٹ پر ایک تیسرے فریق نے قبضہ کر لیا اور ہائی کورٹ نے دونوں فریقوں کو مشترکہ اخراجات پر چار دیواری کی تعمیر کا حکم دیا۔ دونوں فریقوں کے درمیان بہت زیادہ خط و کتابت ہوئی لیکن چار دیواری کبھی بھی تعمیر نہیں ہوسکی۔

1992ء میں شہری سی بی ای نے اس پروجیکٹ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور علاقے کے رہائش کنندگان کو متحرک کیا جس کے نتیجے میں پی ای سی ایچ ایس کی ایک شہری سوسائٹی قائم ہوئی۔ شہری نے علاقے کی شہری سوسائٹی کے ساتھ مل کر جھیل پارک کی درستگی اور تعمیرِ نو کے ایک منصوبے کو تشکیل دیا۔ زیڈ ایم سی شرقی کے ایڈمنسٹریٹر نے پارک کی تعمیرِ نو کے لیے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ پارک کی مرمت، درستگی اور تعمیرِ نو کا کام پوری شدومد سے شروع ہوا۔ اس کے مختلف داخلی راستوں سے پارک کے منظر کو پوشیدہ کرنے والے بڑے بڑے ہورڈنگز ہٹائے گئے۔ کوڑے کرکٹ کی صفائی ہوئی کئی جگہوں پر کوڑا نہ ڈالنے کی ہدایت کے بورڈ لگائے گئے۔ پارک کے اندر اور اطراف میں پیدل چلنے والوں کے لیے راستے تعمیر کیے گئے دونوں جھیلوں سے بدبودار پانی اور سیوریج خارج کیا گیا اور سرکنڈوں کو صاف کیا گیا۔ جھیلوں کے اطراف کی زمین کو پانی کے رساؤ سے بچایا گیا۔ حفاظتی اقدامات کی حیثیت سے حفاظتی دیواریں تعمیر کی گئیں۔ شہری۔سی بی ای نے جھیل پارک میں 9 3 2 پودے لگائے اس وقت کے ڈائریکٹر پارکس اور تفریح نے بذاتِ خود تعمیراتی کام کی نگرانی کی اور پارک میں نرسریاں قائم کیں۔

1994ء میں جھیل پارک کو مشہور سائنسدان سے منسوب کرتے ہوئے اسے سلیم الزماں صدیقی پارک کا نام دے دیا گیا۔ زیڈ ایم سی اور پی ای سی ایچ شہری سوسائٹی کے شروع کردہ ترقیاتی کام کو مزید بہتر بنانے دیکھ بھال اور تعمیراتی کام کو مکمل کرنے کی ضرورت تھی لیکن زیڈ ایم سی پارک کی بہتری کے لیے اپنا ابتدائی جوش و خروش کھو چکی تھی چنانچہ کام رک گیا۔ گذشتہ بارہ برسوں سے جھیل پارک کی سائٹ پر مزید کوئی کام نہیں کیا گیا۔

پی ای سی ایچ سوسائٹی کے ذیلی قوانین

پی ای سی ایچ سوسائٹی کے پرواناڈ معاہدہ میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اقدار و شرائط

پرواناڈ معاہدہ حاصل کرنے والے کے داخل کردہ لے آؤٹ پلان پر عملدرآمد سے پہلے مالکِ زمین نے پلان کو تصیح کے بعد منظور کر لیا۔ پروانہ معاہدہ حاصل کرنے والا مالکِ زمین یا کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی (کے ڈی اے) کی گذشتہ تحریری اجازت کے بغیر کسی پلاٹ کے مقررہ استعمال کے علاوہ کوئی دوسرا استعمال نہیں کرسکتا۔ کے ڈی اے کا قیام صدر کے 1957ء کے حکم نمبر 5 کے تحت عمل میں آیا ادارہ مذکورہ لے آؤٹ پلان کے مطابق علاقے کی ترقی کا ذمہ دار تھا۔

عوامی سہولتوں کے لیے مخصوص پلاٹ

پروانہ معاہدہ حاصل کرنے والا عوامی سہولتوں کے لیے مخصوص پلاٹ پر ان ہی شرائط اور قواعد کے مطابق تعمیرات کرسکتا ہے جن کی صداقت اسکیم میں کی گئی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کے لیے اتھارٹی سے پیشگی اجازت لینی ضروری ہے اس کے بغیر اس قسم کے کسی بھی پلاٹ یا اس کے کسی حصے میں کسی بھی قسم کی تعمیرات غیر قانونی سمجھی جائے گی۔

معلقہ فریقین کی خلاف ورزی

پی ای سی ایچ ایس کی انتظامیہ

انہوں نے پارک کی زمین کو سلطان نگر اور عوامی کنسٹرکشن کو منتقل کیا۔

شہری ضلعی حکومت کراچی (سی ڈی جی کے)

انہوں نے پارک کو ترقی نہیں دی جس کی وجہ سے پارک کی حالت ابتر ہوگئی۔

موجودہ صورتحال

حال ہی میں مارچ 2007ء میں شہری ضلعی حکومت کراچی نے ناجائز قابضین سے تمام زمین واپس لے لی۔ انہوں نے تمام غیر قانونی تعمیرات منہدم کر دیں اور پارک کو عوام کے لیے کھول دیا۔ جون 2007ء میں گورنر سندھ نے پارک کا افتتاح کیا اور اس کی ترقی کے لیے 125 ملین روپے کا بجٹ منظور کیا۔ حکومت نے پارک کو ایک خوبصورت تفریحی پارک بنانے کے لیے اپنے منصوبے کا اعلان کیا۔ جھیل پارک کے مقام سے سرکنڈوں اور کوڑے کرکٹ کی صفائی کا کام شروع ہو چکا ہے۔

❀❀❀

پارک کا تصور پی ای سی ایچ سوسائٹی کے بانی سید امام احمد کا تھا انہوں نے 1957ء میں اسے ایک تفریحی سہولت کی حیثیت سے ترقی دی، ابتداء میں اسے ایک بنجر پہاڑی کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ سید امام احمد نے خود ایک پلیٹ فارم کی تعمیر کی نگرانی کی یہ چبوترہ نماز پڑھنے کے لیے استعمال ہوا خاص طور پر رمضان میں یہاں تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ یہاں دو جھیلیں تھیں جن میں قدرتی چشمے سے پانی آتا تھا

بقیہ: کارپوریٹ نظام

حل کرنے میں تعاون کرتا ہے۔ رہنما خطوط کا ادارہ جاتی سیٹ اپ مندرجہ عناصر این سی پی۔ او ای سی ڈی سرمایہ کاری کمیٹی۔ کاروباری اور صنعتی مشاورتی کمیٹی (بی آئی اے سی) اور ٹریڈ یونین مشاورتی کمیٹی (ٹی یو اے سی) پر مشتمل ہے۔

او ای سی ڈی واچ

او ای سی ڈی واچ ایمرزفورٹ۔ نیدرلینڈ میں 20 تا 22 مارچ 2003ء میں ایک میٹنگ کے دوران قائم کیا گیا۔ یورپ، شمالی اور جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور ایشیا سے گروپ اور این جی اوز جمع ہوئے۔ انہوں نے کارپوریٹ احتساب اور پائیدار سرمایہ کاری کے بارے میں ایک مشترکہ خواب دیکھا تھا۔ اوسی ڈی واچ کے اراکین مندرجہ مقاصد کے پابند ہیں۔

- او ای سی ڈی واچ کی سرمایہ کاری کمیٹی کے کام میں حصہ داری اور نگرانی۔
- کارپوریٹ احتسابی ذریعے کی حیثیت سے ملٹی نیشنل انٹر پرائزز کے لیے او ای سی ڈی کے رہنما خطوط کے اثرات کی آزمائش۔
- سول سوسائٹی کے گروپوں کو خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں بین الاقوامی سرمایہ کاری کارپوریٹ حاکمیت اور ای سی ڈی رہنما خطوط پر سرمایہ کاری کمیٹی کے کام کے بارے میں معلومات کی تشہیر کرنا۔
- او ای سی ڈی رہنما خطوط میں رخنہ ڈالنے کی ملزم کمپنیوں کے خلاف شکایات درج کرنے کے بارے میں این جی اوز کو مشورہ دینا۔

رہنما خطوط کو اختیار کرنے کے چھ برس کے بعد بھی اہم نتائج ایک قانونی طور پر غیر پابند اور ناقابلِ نفاذ عمل کے دائرہ کار میں مثبت نتائج کے حصول کی مشکلات کے ایک مستند کیس کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ اس بات کا حتمی ثبوت نہیں ملتا کہ رہنما خطوط کا کثیر القومی کاروباری اداروں (ملٹی نیشنل انٹر پرائزز) پر ایک مثبت اور جامع اثر پڑا ہوگا۔ موثر پابندیوں کے خطرے کے بغیر کمپنیوں کو اپنے طریقِ عمل کو یقینی طور پر رہنما خطوط کے عین مطابق رکھنے کے لیے معمولی ترغیب ہوتی ہے پھر بھی رہنما خطوط نے خود اختیاری کے ایک کارآمد آلہ کار کی حیثیت سے سول سوسائٹی کے گروپوں کی صلاحیت کو تقویت دینے میں مدد کی تاکہ وہ کمپنیوں اور خود اپنی حکومتوں کے ساتھ کارپوریٹ سماجی اور ماحولیاتی ذمہ داری کے مسائل سے نبرد آزما ہوسکیں۔ حکومت اور کارپوریٹ ذمہ داری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

سی ایس آر کے تصور اور عمل کی تخلیص کی گئی اور وقت گذرنے کے ساتھ ان میں مزید شستگی آرہی ہے۔ ماحولیاتی اور پیشہ درانہ تحفظ کے معنوں میں کارپوریٹ طریق عمل کے بہتر انتظامی نظاموں کے لیے نئے طریقہ کار وسائل اور اسباب ڈیزائن اور نافذ کیے گئے ہیں۔ متعلقہ فریقین مثلاً ٹریڈ یونینز، لیبر گروپوں، انسانی حقوق اور تحفظ کے گروپوں کے دباؤ نے سماجی طور پر ذمہ دار کارپوریٹ عمل کے تسلیم شدہ اصولوں کی عدم تکمیل کے لیے خطرات میں اضافہ کیا ہے۔

بہرکیف مختلف عالمگیر تجارتی اور کاروباری فورم اور میکنزم سماجی طور پر ذمہ دار کارپوریٹ رویے کو یقینی بنانے کے لیے دستیاب وسائل کو موثر طریقے پر نافذ کرنے اور متفق ہونے پر ناکام رہے ہیں۔ نئے آغازِ کار کی تلاش اور جستجو میں بہت سست اور محدود ترقی ہوئی ہے گذشتہ برسوں میں کارپوریٹ انٹرپرائزز نے اپنی حد درجہ مالی طاقت کے علاوہ سیاسی طاقت اور اثر بھی حاصل کرلیا ہے۔ صورت حال اس وقت پیچیدہ ہو جاتی ہے جب کمزور حاکمیتی زون کہلانے والے ایم این ایز کے طریقِ عمل کے ساتھ کاروبار اور تجارت مقصود ہو۔ کمزور حاکمیتی زونز کی سرمایہ کاری کے ماحول کی حیثیت سے تعریف کی جاتی ہے۔ جس میں حکومتیں حقوق کا تحفظ بنیادی عوامی خدمات (مثلاً سماجی پروگرام، بنیادی ڈھانچے کی ترقی، قانون کا نفاذ اور محتاط نگرانی) کو فراہم کرنے اور پبلک سیکٹر انتظامیہ کے اہل اور موثر ہونے کو یقینی بنانے میں اپنا کردار ادا نہیں کرسکتیں یا نہیں کریں گی۔

ایسے ممالک جو کمزور حاکمیتی زون کی تعریف پر پورے اترتے ہیں وہاں سب سے پہلے متعلقہ قواعد و ضوابط اور معیارات ناکافی ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان ناکافی حاکمیتی احاطہ کار کا نفاذ بھی سست ہوتا ہے اور ہر طرف پھیلی ہوئی بے سکونی، استحصال، جبری رشوت اور بیماریوں کے خطرات سے دوچار ہوتا ہے۔ سی ایس آر کے تصور کے پس پردہ بنیادی تمہید ایک ایسے ماحول کی تخلیق ہے جو سرمایہ کاری کی نشوونما کے علاوہ پائیدار ترقی میں اضافے کا سبب بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے پبلک اور پرائیویٹ حاکمیت کے اداروں کا قیام لازمی ہے جو شہریوں کی فلاح و بہبود میں دیرپا بہتری کے لیے بنیادی کام کریں۔

کارپوریٹ گروپوں کا کردار نہایت اہم ہے انہیں ایسے حالات پیدا کرنے ہوں گے جو ایسا ہونے کی اجازت دیں گے حالانکہ بنیادی طور پر تو یہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے چاہے یہ انفرادی حیثیت میں ہو یا کسی بین الاقوامی فورم یا ایجنسی کا حصہ ہو۔ کارپوریٹ ذمہ داری اور حکومت کی ذمہ داری کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(بشکریہ: این جی او آر سی جرنل۔ جون 2007ء)

شہری کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- میڈیا اور بیرونی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول۔

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم/فیس) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

''شہری'' میں شمولیت اختیار کیجیے

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

اگر آپ ''شہری'' میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول۔ 206۔ جی۔ بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس، کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون/فیکس: (92-21)4530646 - 4382298

E-mail address:
Shehri@cyber.net.pk * info@shehri.org
(Web site) URL:http//www.onkhura.com/shehri

نام ____________ ٹیلی فون (گھر) ____________

ایڈریس ____________________________

پیشہ ____________ ٹیلی فون (دفتر) ____________

شہری کی رکنیت

2008ء کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ 'شہری' میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

dharti
a coalition of concerned civil society

اس اتحاد کا مقصد ماحول کو روبہ تنزل کرنے والی ان انسانی سرگرمیوں پر توجہ مذکور کرنا ہے جو خطرات کا باعث ہیں اور جن سے ہماری موجودہ اور مستقبل کی نسلوں کو خطرہ لاحق ہے اور بیک وقت ایسے متبادل راستوں کا انتخاب بھی کرنا ہے جو ماحولیاتی صحت اور انسانی فلاح و بہبود کو یقینی بنائیں اور معاشی ترقی کو بھی فروغ دیں۔

دھرتی نے سی ڈی جی کے سے درخواست کی تھی کہ مذکورہ پروجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے شہری حکومت اس پروجیکٹ سے متعلق تمام معلومات فوری طور پر کراچی کے شہریوں کو فراہم کرے۔ اس مقصد کے لیے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے مناسب پبلک فورم استعمال کیے جائیں۔ دیگر الیکٹرانک ذرائع بھی ہیں۔ مثلاً پروجیکٹ کے بارے میں ایک تفصیلی ویب سائٹ بھی کھولی جائے۔ ❀❀❀

دھرتی کے اراکین

اتحاد کے مندرجہ ذیل اراکین ھیں

- بانھہ بیلی
- ھیلپ لائن ٹرسٹ
- ھیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان
- انڈس ارتھ
- انسٹی ٹیوٹ آف آرکی ٹیکٹس اینڈ پلانرز
- کراچی ویمنز پیس کمیٹی
- ماھی گیر تحریک
- پائیلر
- شھری
- ایس پی او
- شرکت گاہ
- ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ
- ویمن ایکشن فورم

دھرتی: ایک اتحاد کی تعمیر

عہدیدار

- اتحاد کا ایک چیئرپرسن اور ایک نائب چیئرپرسن ہوگا۔
- ایک جنرل سیکریٹری جو رابطے اور انتظامی امور کا ذمہ دار ہوگا۔
- خزانچی کا عہدہ اس وقت تک خالی رہے گا جب تک اس کی تعیناتی حد درجہ ضروری نہ ہو۔
- خط و کتابت کا ایک پتہ ہوگا اور اتحاد کے معاملات کو چلانے کے لیے ایک سیکریٹریٹ بھی مقرر کیا جائے گا۔

اراکین

اراکین دو اقسام کے ہوں گے۔

- ادارہ جاتی اراکین: انہیں ووٹ کا حق حاصل ہوگا۔
- انفرادی اراکین: انہیں ووٹ کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

ایک مجلس عاملہ اراکین اور ایک مرکزی کمیٹی ہوگی۔

اراکین چیئرپرسن، نائب چیئرپرسن، جنرل سیکریٹری اور خزانچی کے عہدوں کی نامزدگی اکثریتی ووٹ سے کریں گے۔ عہدوں کی مدت دو برس کے لیے ہوگی۔

اتحاد کے عہدیدار تمام فورم پر اتحاد کی نمائندگی کا حق رکھتے ہیں لیکن وہ کسی بھی عام رکن کو نمائندگی کے لیے نامزد کر سکتے ہیں۔ اتحاد کا ہر فیصلہ اکثریتی ووٹ سے ہوگا۔

ذیلی کمیٹیاں

اس وسیع اتحاد کی تین ذیلی کمیٹیاں بھی ہوں گی جو اراکین کو اپنی پسند کے میدانوں میں کام کرنے کے انتخاب کی اجازت دیں گی لیکن تمام اراکین اپنے ساتھی اراکین کی کوششوں کی ہر ممکن طریقے پر حمایت کرنے کے پابند ہیں۔

ذیلی کمیٹیاں

1- سندھ کے ساحلی علاقے اور سندھ کی آبی حیات۔
2- شہری سندھ۔
3- دیہی سندھ۔

ذیلی کمیٹیوں کے اراکین کو مشترکہ مسائل پر کام کرتے ہوئے آزادانہ ملاقات اور رابطے کا اختیار ہوگا۔ پھر وہ مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں اپنے کام کی رپورٹ پیش کر سکتے ہیں۔

مرکزی کمیٹی کا اجلاس ہر ماہ کی پہلی منگل کو ہوگا۔ مقام کا تعین جنرل سیکریٹری کرے گا۔

مرکزی کمیٹی کی میٹنگ کے لیے دو تہائی حاضری کم سے کم کورم کی ضرورت کو پورا کرے گی۔

قانونی جنگ

مقدمہ بازی سے متعلق معاملات میں اگر اتحاد کے کچھ اراکین عدالت سے رجوع کرنے کی تجویز پیش کریں تو اتحاد کے دیگر اراکین کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ مقدمہ بازی میں فریق نہ بنیں۔ لیکن اتحاد کے رکن کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے پر دیگر اراکین کی حمایت کریں۔

❀❀❀

ایڈووکیسی

دھرتی: ماحولیاتی تحفظ مقصود ہے

کراچی میں ساحلی ترقی کے لیے ہونے والی مہم نے ساحل کی ایکولوجی کی وسیع پیمانے پر بربادی کے خطرات و خدشات میں اضافہ کیا ہے۔ سول سوسائٹی کے گروپوں نے دھرتی کے نام سے ایک اتحاد قائم کیا ہے جس کا مقصد ہمارے قیمتی ساحلی ماحول اور مقامی لوگوں کے روزگار کا تحفظ ہے۔

حکومت سندھ کے منصوبہ بندی اور ترقی کے محکمے کی طرف سے روزنامہ 'ڈان' کے 14 اگست 2007ء کے ایڈیشن میں ایک اشتہار شائع ہوا جس میں واٹرفرنٹ کی ترقی کے لیے ایک 'اظہارِ دلچسپی' کی درخواست تھی۔ یہ واٹرفرنٹ مغربی ساحل پر ہاکس بے کے اطراف بنایا جائے گا۔ اس اشتہار نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ سی ڈی جی کے کراچی کے ساحل کی نجکاری کے منصوبے پر عملدرآمد کرنے کی نیت رکھتی ہے۔

ہاکس بے/سینڈز پٹ ساحل دنیا بھر کے اہم مقامات میں ایک ہیں جہاں خطرات سے دوچار سبز کچھوؤں کی پناہ گاہیں ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سندھ میں تمام آبی کچھوؤں کی پناہ گاہیں ہاکس بے اور سنڈز پٹ ساحلوں میں واقع ہیں اور یہ پانچ کلومیٹر طویل پٹی پر مرتکز ہیں لیکن یہ تقریباً 20 کلومیٹر طویل پوری ساحل پٹی پر پھیلے ہوئے ہیں۔ سمندری کچھوؤں کو پاکستان میں مختلف قانونی اور قواعد وضوابط کے ذریعے بالواسطہ یا بلاواسطہ ایک تحفظ کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے علاوہ سیاہ پانیوں کے ایک وسیع علاقے میں دلدلی جنگلات میں صرف سینڈز پٹ کے علاقے میں 400 ہیکٹر دلدلی کے جنگلات ہیں جن میں 307 ہیکٹر گھنے جنگلات کے زمرے میں آتا ہے۔ اس علاقے میں مختلف اقسام کے آبی پرندے پائے جاتے ہیں۔ سردیوں کے موسم میں ان کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس ماحولیاتی نظام میں ہزارہا مہاجر پرندے آتے ہیں۔ آبی زمینوں پر ہونے والے رامسار کنونشن پر پاکستان نے بھی دستخط کیے ہیں۔ کینیڈا کے شہر ریجنا میں 1987ء میں ہونے والی اس کانفرنس میں شامل پارٹیوں کے اختیار کردہ کسوٹی و معیار کی بنیاد پر بین الاقوامی اہمیت کی حامل آبی زمینوں کی حیثیت سے کئی عالمی آبی زمین کے ماحولیاتی نظاموں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس فہرست میں ہاکس بے/سینڈز پٹ کے علاقے شامل ہیں۔ کراچی ساحلی تفریحی ترقی منصوبہ 1990-2000ء ادارہ ترقیات کراچی کے شعبہ ماسٹر پلان اور ماحولیاتی کنٹرول کی جانب سے ایک تحقیق اور منصوبہ بندی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تحت حد درجہ خطرات سے دوچار اس مقام کو 'محفوظ درجہ' دینے کی تجویز کی گئی اور ہاکس بے/سینڈز پٹ کے علاقوں کو ماحولیاتی پلاننگ (تحفظ و بچاؤ علاقے) کا درجہ دیا گیا۔ جہاں محدود بنیادی ڈھانچے کی ترقی کی اجازت ہے لیکن عوام اس منفرد قدرتی سکونت اور طبقی خصوصیات سے لطف اندوز ہونے اور نظارہ کرنے کے مجاز ہیں۔

کراچی واٹرفرنٹ ڈیویلپمنٹ کا پیش کردہ منصوبہ

تجویز کردہ 'واٹرفرنٹ ڈیویلپمنٹ پروجیکٹ' جیسے کسی بھی بڑے منصوبے پر عملدرآمد کرنے سے پہلے اسے عوام کے سامنے پیش کرنا مشاورت کرنا اور منظوری لینا ضروری ہے اگر منصوبے میں ایک عالمی اہمیت کی حساس ماحولیاتی سکونت پر برے اثرات مرتب ہوں مثلاً ساحلوں پر کچھوؤں کی سکونتی اور انڈے دینے کی رسائی محدود ہو جائے۔ متصادم ساحل کے پانی کی حد کی قوت کی وضع میں تبدیلی لائے، زمین کی صورت میں بہتری لائے، دلدلی جنگلات کاٹ دیئے جائیں اور حساس ماحول کے ساتھ انسانی مداخلت میں اضافہ ہو تو اسی صورت میں یہ ضرورت مزید اہم ہو جاتی ہے۔

ماحولیاتی خدشات کے علاوہ بھی یہ خوف اور ڈر ہے کہ یہ منصوبہ کراچی کے ساحل تک ایک عام آدمی کی آزاد رسائی کو مزید محدود کرے گا جو پہلے ہی محدود ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ شہر میں مجموعی شہری بنیادی ڈھانچہ/مفادِ عامہ کی خدمات کے نظام/ ذرائع آمدورفت، ترقی کی وضع وغیرہ پر اثرات کی فوری تشخیص متعلقہ ماہرین سے کرانے کی ضرورت ہے۔

اس ترقی کے ردِعمل کے طور پر ماحولیاتی اقدار کے پابند افراد اور تنظیموں کا ایک نیا سول سوسائٹی اتحاد قائم ہوا۔ اس اتحاد کو دھرتی کا نام دیا گیا ہے جس کا مقصد سول سوسائٹی کی تنظیموں کی متنوع صلاحیتوں کو اکٹھا کر کے استعمال کرنا ہے تاکہ خصوصی طور پر سندھ اور مجموعی طور پر پاکستان میں سرکاری اور سرکاری شعبوں کی جانب سے کیے جانے والے اقدامات کے بارے میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وہ پائیدار ماحولیاتی ترقی کی اقدار کا احترام کریں۔